جلد 17 شمارہ 12 ماہ دسمبر 2015ء صفر المظفر / ربیع الاول 1437ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

صداقت

اللّٰہ

محبّت

سِلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسّس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لاحاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد

خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ

بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈارؒ

بانی مجلّہ فلاح آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب **محمد یعقوب توحیدی**

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

0344-9000042

مدیر: **احمد رضا خان** 0321-6400942

معاون مدیر: **خالد محمود بخاری** 0300-7374750

نائب مدیر: **حافظ محمد یٰسین** 0301-6484671

مجلس ادارت

خالد مسعود، ایم طالب

پیر خان، عتیق احمد عباسی

حافظ محمد یٰسین، عبدالقیوم ہاشمی

پروفیسر محمد شبیر شاہد ہوتوانی

ماجد محمود توحیدی

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

Ph: 055-3411035 / 055-3411030

ای میل: info@tauheediyah.com

Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے ✿✿✿ سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

دل کی بات

ہم اکثر یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کوئی کام مذہبی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہوتا، اس کا ارتکاب کرنے والے سے اگر اس موضوع پر بات ہوجائے تو بات کا اختتام اس پر ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیت کی بنیاد پر ہی اسے قبول فرمائے گا، اس عمل میں نیت ٹھیک تھی اس لئے یہ عمل بھی ٹھیک ہے۔ جس بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے اس معاملے میں مذہبی علم وفہم کی ضرورت ہے۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ فلاں عمل سنت سے ثابت نہیں ہوتا یہ آپ نہ کریں تو جواب میں فرماتے ہیں کہ ہمارے بڑے ایسا کرتے تھے اس لئے کوئی مضائقہ نہیں، ہماری نیت تو ٹھیک ہی ہے۔

ایک ہی مجلس میں لوگ افطاری کر رہے ہیں، دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ نے افطاری کر لی دوسرے نے کہا کہ ابھی آٹھ منٹ باقی ہیں، انہوں نے آٹھ منٹ بعد افطاری کی۔ دونوں خوش ہیں کہ ہم نے ٹھیک کیا کیونکہ ہماری نیت ٹھیک تھی۔ روزہ وقت سے پہلے کھولنا روزہ کو توڑ دیتا ہے، جان بوجھ کر افطاری میں تاخیر کرنا مکروہات میں آجاتا ہے اس لئے دونوں تو ٹھیک نہیں ہوسکتے۔ یہاں نیت کی بات کرکے دونوں ٹھیک بن گئے۔ نہ کسی کا روزہ ٹوٹا نہ ہی کسی کا روزہ مکروہ ہوا۔ سب کا روزہ بالکل ٹھیک افطار ہوا کیونکہ نیت ٹھیک تھی۔ صرف یہی نہیں ہم سب ذرا غور کریں تو ہمارے مشاہدے میں ایسی باتیں بہت سی ہوں گی۔

الغرض اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ اپنی کم علمی اور جہالت کا ادراک ہوتے ہوئے بھی اس سے چشم پوشی کی جائے۔ جو کام غلط ہیں، اسلام میں منع ہیں، مکروہ ہیں، یا کسی کام کا طریقہ کار اسلام میں ویسا نہیں بتایا گیا جیسا ہم نے اپنا لیا ہے تو ایسے کاموں کے ارتکاب کو اپنی نیت پر ڈال کر ان کو ٹھیک تسلیم کر لیا جائے۔

کہنے کو یہ معمولی بات مگر درحقیقت یہ موجودہ دور کا ایک فتنہ ہے ۔اس فتنے کی بنیادیں فرد کی آزادی کے نام پر ہونے والے پروپیگنڈہ میں پیوست نظر آتی ہیں ۔مذہب اسلام میں صحیح کو غلط سے الگ کر دیا گیا ہے، یہ دونوں کبھی یکجا ہو ہی نہیں سکتے ۔اسلام فرد کی شتر بے مہار آزادی کا مذہب نہیں ہے۔اس میں ہر فرد کی ذمہ داریاں اور حقوق متعین ہونے کے ساتھ ساتھ سب کی حدود و قیود ہیں۔اسلام میں ایسی بات نہیں ہے کہ جو مرضی کرتے پھرو اور اس کو نیّت کا سہارا دے کر درست سمجھ لو۔جہاں تک نیّت والی بات ہے تو نیّت کا یہ فلسفہ بھی واضح ہونے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیش بہا صلاحیتوں سے نوازا ہے۔انسان کو قلب، عقل، فہم، شعور، ادراک، بصیرت، اور بصارت جیسی نعمتیں دی ہیں۔ یہ سب کچھ دے کر انسان کو اپنی نیّت اور ارادہ پر چلنے کا تو نہیں کہا۔اس کی راہنمائی کیلئے روزِ اوّل سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدایت کا پورا بندوبست کیا ہے۔یہ انبیاء کا سلسلہ جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک آیا اور رہتی دنیا تک کیلئے آپ ﷺ کی نبوت جاری فرما دی گئی۔صحائف اور کتبِ سماوی کا سلسلہ جاری ہوا اور قرآن پاک کے صورت میں آخری کتاب نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے کر اس کو کسی قسم کی ممکنہ تبدیلی سے پاک فرما دیا۔ساری تعلیم کو غور کرنے، تحقیق کرنے، سوچنے، سمجھنے، اور اہلِ ذکر سے پوچھ لینے جیسی ہدایات سے مزین فرمایا۔ان سب باتوں کے پیشِ نظر علم و فہم کی طرف آنے کی بجائے دیدہ دانستہ جہالت کو اپنا کر اسے نیّت اور ارادہ کی درستگی سے تعبیر کرنا، حق و باطل کی تخصیص وتفریق کا منکر ہو کر اس کی شرعی تعبیریں کرنا کہاں کی حکمت و دانشوری ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں دورِ حاضر کے فتنے اور فساد سے اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہماری دستگیری فرمائے۔آمین!

والسّلام

ادارہ فلاحِ آدمیت

درس حدیث: رسول اللہ ﷺ کی پانچ خصوصیات جو اور کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں

(مولانا فضل الرحیم)

﴿عَن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَد قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِيْ وَ اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً﴾ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔(۱) ابھی ایک ماہ کی مسافت ہو کہ دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔(۲) ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے۔میری اُمت میں سے ہر شخص جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۳) غنیمت کا مال میرے لیے حلال کر دیا گیا جو پہلے کسی پر حلال نہیں تھا۔(۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ (۵) پہلے نبی اپنی قوم کیلئے مخصوص ہوا کرتے تھے مگر مجھے ساری دنیا کے انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے"۔اب سیرت طیبہ اور تاریخ کے حوالہ سے ان خصوصیات کا تفصیلی مطالعہ پیش ہے

نبی مکرم ﷺ کے ۲۳ سالہ عہد نبوت پر نظر ڈالیں تو دن رات کی تبلیغ اور دعوت میں تکالیف تو آئیں لیکن آپ کے رعب کے منافی کوئی چیز نہیں آتی۔سفر ہجرت کے آغاز سے تین روز پہلے مانے ہوئے بہادر دشمنوں نے محاصرہ کرلیا،پوری رات انتظار میں گزار دی،

حملہ کی جرات نہ ہوئی جب آپ تن تنہا باہر تشریف لائے تو شَاهَتِ الْوُجُوْهُ لَا يُنْصَرُوْن کے کلام سے غصہ بھی دلایا، مٹھی بھر خاک اٹھا کر ان کے سروں پر پھینکی لیکن کسی نے سر نہ اٹھایا، طائف کا حکمران اور وہاں کے تمام باشندے خلاف تھے، پتھر برسائے آوازیں کسیں محض اس لیے کہ آپ ﷺ تقریر نہ فرما سکیں لیکن آخر میں اہل طائف اور ان کا وہی حکمران ہے کہ مدینہ آ کر اسلام قبول کرتا ہے، شمالی عرب سلطنت روما کے اقتدار سے نکل جاتا ہے، روما کا بادشاہ حملہ آوری کا حکم بھی دیتا ہے، اس کی مدافعت کے لیے حضور ﷺ عرب کی سرحد تبوک تک تشریف لے جاتے ہیں مگر ایک ماہ کی مسافت پر (یروشلم) میں بیٹھا ہوا حکمران خوف زدہ ہو جاتا ہے اور احکام جنگ منسوخ کر دیتا ہے یہود اپنے کینسہ اور عیسائی اپنے کلیسا کے بغیر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کے لیے تمام روئے زمین مسجد بنا دی گئی۔

حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون علیہما السلام کی فتوحات میں جس قدر مال غنیمت حاصل ہوتا وہ نذر آتش کر دیا جاتا تو رات میں جانوروں اور بستیوں کو آگ لگا دینے کا حکم ملتا ہے نبی اکرم ﷺ کو سب سے پہلے غزوہ بدر میں مال غنیمت حاصل ہوا۔ قیامت کے روز شفاعت کا حق بھی رسول ﷺ کو عطا ہوگا، رسول معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

'یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَکَ قُلْ تُسْمَعْ ، سَلْ تُعْطَه اِشْفَعْ تُشَفَّعْo

(ترجمہ) اے محمد ﷺ! آپ سر اٹھائیں آپ کہیں وہ سنا جائے گا، مانگیں وہ دیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اللہ رب العزت ہمیں اس روز رسول ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

ولادت با سعادت نبی آخر الزماں ﷺ

(حافظ محمد یٰسین ۔ نوکھر)

ربیع الاوّل کا مہینہ تھا ۔ دوشنبہ کا دن تھا ۔ اور صبح صادق کی ضیا عبار سہانی گھڑی تھی رات کی بھیانک سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اُجالا پھیلنے لگا تھا ۔ جب مکہ کے سردار حضرت عبدالمطلب کی جواں سال بیوہ بہو کے حسرت و یاس کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا ۔

ایسا نومولود مسعود تولد ہوا جس کے من موہنے مکھڑے نے صرف اپنی غمزدہ ماں کو ہی سچی خوشیوں سے مسرور نہیں کیا بلکہ ہر درد کے مارے کے لبوں پر مسکراہٹیں کھلنے لگیں ۔ اس نورانی پیکر کے جلوہ فرمانے سے صرف حضرت عبداللہ کا گھر جگمگانے نہیں لگا بلکہ جہاں کہیں بھی مایوسیوں اور حرماں نصیبوں نے اپنے پنجے گاڑھ رکھے تھے وہاں امید کی کرنیں روشنی پھیلانے لگیں اور ٹوٹے دلوں کو بہلانے لگیں ۔ صرف جزیرہ عرب کا بخت خفتہ ہی بیدار نہیں ہوا بلکہ انسانیت ، جو صدیوں سے ہوا و ہوس کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور ظلم و ستم کے آہنی شکنجوں میں جکڑی ہوئی کراہ رہی تھی اس کو ہر قسم کی ذہنی ، معاشی اور سیاسی غلامی سے رہائی کا مژدہ جاں فزا ملا ۔ فقط مکہ و حجاز کے خدا فراموش باشندے ، خدا شناس اور خود شناس نہیں بنے بلکہ عرب و عجم کے ہر مکین کے لیے میخانہء معرفت کے دروازے کھول دیے گئے اور ساری نوع انسانی کو دعوت دی گئی کہ جس کا جی چاہے آگے آئے اور اس مئے طہور سے جتنے جام نوش جاں کرنے کی ہمت رکھتا ہے اٹھائے اور اپنے لبوں سے لگالے ۔ طیور خوش نوا زمزمہ سنج ہوئے کہ خزاں کی چیرہ دستیوں سے تباہ حال گلشن انسانیت کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا آ گیا ۔

سر بگریباں غنچے خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے کہ انہیں جگانے والا آیا اور جگا کر انہیں شگفتہ پھول بنانے والا آیا ہے ۔ افسردہ کلیاں مسکرانے لگی تھیں کہ ان کے دامن کو رنگ و نکہت

سے فردوس بداماں کرنے والا آیا۔علم و آگہی کے سمندروں میں حکمت کے جو آبدار موتی آغوش صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے تھے ان میں شوق نمود انگڑائیاں لینے لگا۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے روز بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی بعض نے کہا کہ ربیع الاوّل کی 2 تاریخ تھی اور بعض نے دس بتائی ہے۔

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جس رات کو سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی۔دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی حضرت آمنہؓ سے ایک نور نکلا جس نے سارے گھر کو بقعہ نور بنا دیا۔ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی والدہ الشفاء جن کی قسمت میں حضور اکرم ﷺ کی دایہ بننے کی سعادت لکھی تھی وہ فرماتی ہیں کہ جب سیدہ آمنہؓ کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور ﷺ کو میں نے اپنے دو ہاتھوں پر سہارا دیا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی "تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے" حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے آپ کی ناف مبارک پہلے ہی کٹی ہوئی تھی۔

وھب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ حضرت آمنہؓ کے ہاں جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا جب وہ خوشخبری سنانے والا پہنچا اس وقت حضرت عبدالمطلب حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مردوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔آپ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت آمنہؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی کی حد نہ رہی۔آپ حضرت آمنہؓ کے پاس آئے حضرت آمنہؓ نے ولادت کے وقت جو انوار و تجلیات دیکھی تھیں اور جو آوازیں سنی تھیں ان کے بارے میں عرض کی۔

عبدالمطلب حضور ﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور جو انعام اس نے فرمایا تھا اس کا شکریہ ادا کیا۔کہتے ہیں کہ اس وقت

حضرت عبدالمطلب کی زبان پر فی البدیہہ یہ اشعار جاری ہوگئے۔"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پاک سعادت مند بچہ عطا فرمایا۔ یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے میں اسے بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

"یہاں تک کہ میں اسے طاقت ور اور توانا دیکھوں میں اس کو ہر دشمن اور ہر حاسد، آنکھوں کو گھمانے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں"

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مختون تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی یہ معلوم کر کے آپکے دادا حضرت عبدالمطلب کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا کہ میرے اس بچے کی بہت بڑی شان ہوگی۔ شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی کہ ساٹھ سال آپ نے جہالت میں گزارے اور ساٹھ سال بحیثیت ایک سچے مومن کے آپ کو زندگی گزارنے کی مہلت دی گئی۔ آپ فرماتے ہیں، میری عمر ابھی سات آٹھ سال تھی مجھ میں اتنی سمجھ بوجھ تھی کہ جو میں دیکھتا اور سنتا تھا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا وہ یہ اعلان کر رہا تھا۔ اے گروہ یہود سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ وہ اس کا اعلان سن کر بھاگتے ہوئے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا بتاؤ کیا بات ہے۔"اس نے کہا کہ وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا جو بعض کتب قدیمہ کے مطابق احمد ﷺ کی ولادت کی رات ہے" حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے آپ نے کہا مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کر لو اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوگا۔ اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا لوگ یہ بات سن کر

اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے، جس کو محمد ﷺ کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔لوگوں نے یہودی کو آکر بتایا اس نے کہا مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہؓ کے گھر آئے انہوں نے حضرت آمنہؓ سے کہا کہ ہمیں اپنا فرزند دکھاؤ، وہ بچے کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں انہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا ہٹایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا تو اس نے بصد حسرت کہا کہ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ اس مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔ (**ماخوذ از" ضیاء النبی "**)

طلوعِ آفتاب، مطلع نبوت و رسالت ﷺ

چرخ کہن نے چمنستان عالم میں ہزاروں پھول کھلتے دیکھے، ہزاروں کلیوں کو مسکراتے دیکھا، کبھی ڈنکے بجتے رہے، کبھی بادِ صرصر کی صدائیں گونجیں، تو کبھی بادِ نسیم کی سرکاریاں دیکھیں۔ جب کبھی تاریکی نے آنکھیں دکھائیں، ایک رسول نور ہدایت کا منارا بن کر آیا۔ حسب ضرورت قوم و ملت کوئی صاحب خلق اور معلم اخلاق بن کر آیا۔ تو کوئی رعب و ہیبت حق سے متصف ہو کر جلوہ افروز ہوا۔ کوئی میدان شجاعت میں سربلند، تو کوئی صبر تو کل کا درس دینے والا کوئی تخت شاہی پر تاج وقار سجائے نظر آیا تو کوئی زہد و قناعت کے فرش پر جلوہ گر دیکھا گیا۔ کسی کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا تو کسی کی خوش کلامی اور فصاحت و بلاغت کے خطبے پڑھے گئے۔ مگر چرخ کہن کی آنکھیں مضطرب، شمس و قمر، رات دن گردش میں مصروف کسی اور ہی رسول باکمال کی منتظر تھیں جس میں یہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم و اکمل و اعلیٰ موجود ہوں اور کوئی ایسی صفت باقی نہ رہ جائے جو انبیاء مرسلین میں اس سے پیشتر پائی گئی ہو۔ جب یہ گردش کرتے کرتے تھکنے ہی والے تھے کہ ان کی مراد بر آنے کا وقت آ گیا۔

ے ازل کے روز جس کی دھوم تھی، وہ آج کی شب تھی
جو قسمت کے لیے مقسوم، وہ آج کی شب تھی

ادھر سطحِ فلک پر نیلگوں چادر جس میں ہزاروں روشن ستارے ٹانکے گئے ہیں۔ان کی آبدار موتیوں کی جھالر شامیانہ آسمان میں بڑی دل کش معلوم ہو رہی ہے۔ادھر فرشِ زمین جس پر چاند کی چاندنی بڑی صفائی سے بچھائی گئی ہے۔دریاؤں کی روانی،نسیم صبح مست و سہانی کچھ عجیب سماں پیدا کر رہی ہے۔آسمان و زمین کو دلکش آرائشوں سے سجایا گیا ہے یا با الفاظ دیگر کائنات کو دلہن بنایا گیا ہے۔نسیم بہار چلی،شاخ شاخ سے گلے ملی۔گل فرطِ مسرت سے پھولے نہ سمائے۔ کلیوں کی چٹک سے صلوٰۃ اللہ و سلام علیک کی آواز آئی۔فاختہ صدائے کو کو چھوڑ کر منتظر بقا، بلبل ناشاد کے دن پھرے۔جب آسمان اور اس کے بسنے والے زمین اور اس میں رہنے والے، آسمان کے چاند ستارے، چمنستان ارض کے سب نظارے رسول عالم ﷺ کے استقبالی پروگرام کے تحت بن سنور گئے۔

سردار ملائک سدرہ سے چلے،ابلیس لعین کے فتنے ٹلے،قدوسیوں نے مبارک باد دی۔ روح الامین نے بام کعبہ پر ایک علم سبز نصب کیا حوران بہشت نے حضرت آمنہؓ کو اپنی آغوش میں لیا اور ایک جام سرد و شیریں پینے کو دیا۔

پس بصد ہزار عز و شان 12 ربیع الاول 20 اپریل 571 کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ رونق افروز ہوئے۔جبل و اشجار نے کھڑے ہو کر تعظیم کی،محراب کعبہ نے سر جھکا کر تسلیم کی حطیم نے بڑھ کر اپنی آغوش میں لیا۔ابر رحمت نے سایہ کیا۔باندیاں شوق دیدار میں درود پڑھتی اتریں، بجلیوں نے سورہ نور ورد زبان کی وحوش و طیور نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ملائکہ نے اہل زمین کو مبارک باد پیش کی۔در و دیوار سے صلوٰۃ و سلام کی صدائیں بلند ہوئیں۔

(ماخوذ از واقعات اسلام کا انسائکلو پیڈیا)

اخلاق نبوی ﷺ

(خضر عباس خان)

آنحضرت ﷺ کی حیات اقدس کا یہ وہ حصہ ہے، جہاں آکر آپ ﷺ کی تمام زندگی تمام انبیاء کرام اور مصلحین عالم سے ممتاز نظر آتی ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا" آپ ﷺ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔" قرآن نے داعیٔ حق کے بارے میں فرمایا: اے محمد ﷺ! تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔"اور فرمایا:" آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، نے آپ ﷺ کے اخلاق و عادات کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نرم خو، خندہ جبیں، مہربان طبع تھے۔ سخت دل اور سخت مزاج نہ تھے۔ بات بات پر شور نہیں فرماتے تھے، کوئی لایعنی کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے، عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ ناپسند بات سے اعراض فرماتے۔ کوئی آپ ﷺ سے اُمید رکھتا تو مایوس نہ فرماتے تھے۔ تین چیزوں کو اپنے نفس سے دور کر دیا تھا، بحث و مباحثہ، زائد از ضرورت بات کرنا اور بغیر مطلب بات میں پڑنا۔ وہ باتیں فرماتے جن سے مفید نتیجہ نکلے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں تھا۔ نہایت فیاض، راست گو، نرم طبیعت اور خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی آپ ﷺ کو دفعتاً دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا، اگر کوئی مہمان آجاتا تو خود اس کی خاطر تواضع کرتے۔ چند اوصاف حمیدہ قابل ذکر ہیں۔

عدل وانصاف: فروغ اسلام کی غرض سے آپ ﷺ کو ہمیشہ تالیف قلب سے کام لینا پڑتا تھا۔ مشکلات کے باوجود انصاف کا پلڑا کبھی بھی کسی کی طرف جھکنے نہ پاتا۔ ایک دفعہ بنی مخزوم کی عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہو کر آئی۔ آپ ﷺ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے

حضرت زید بن حارث کو سفارشی بنا کر آپ ﷺ سے کے پاس بھیجا۔ لیکن جونہی اس عورت کی سفارش کی تو آپ ﷺ نے غضب آلود ہو کر فرمایا۔ کہ بنی اسرائیل اسی وجہ سے برباد ہوئے کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو معاف کر دیتے۔ اور اگر کوئی غریب جرم کرتا تو اسے بھاری سزائیں دی جاتیں۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی یہ جرم کرتی تو وہ بھی سزا سے نہ بچ سکتی اور سزا برقرار رہتی۔ مرض الموت میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ میرے ذمہ کسی کا قرض ہو یا میں نے کسی کی جان و مال یا عزت آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میری جان و مال حاضر ہے وہ انتقام لے لے۔

جود و سخا: جود و سخا آپ کی فطرت تھی۔ خصوصاً رمضان کے مہینہ میں آپ ﷺ اور زیادہ فرماتے تھے۔ تمام عمر کسی کے سوال پر "**نہیں**" کا لفظ نہیں کہا۔ گھر میں نقد نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اگر کسی کے ذمہ قرض ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کا قرض ادا کر دیتے تھے ایک دفعہ ابوذرؓ سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! اگر اُحد کا پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو میں کبھی یہ پسند نہ کروں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک دینار رہ جائے ہاں! وہ دینار جس کو میں ادائے قرض کیلئے چھوڑ دوں۔ ورنہ وعدہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو صرف بانٹنے والا ہوں۔ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

ایثار: ایثار کا وصف ہمیشہ آپ ﷺ میں نمایاں رہا۔ ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر تحفہ میں دی جس کی آپ ﷺ کو اشد ضرورت تھی۔ ایک صاحب جو حاضر تھے بولے کیا اچھی چادر ہے۔ آپ ﷺ نے وہ چادر اسے دے دی۔ کسی کا سوال نہ رد کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی کی شادی تھی۔ وہ امداد کا طالب ہوا۔ آپ ﷺ نے گھر سے آٹے کی ٹوکری منگوا دی۔ حالانکہ کاشانۂ نبوت میں اس آٹے کے سوا کھانے کو کچھ نہ تھا۔ ان مثالوں کے علاوہ آپ ﷺ کے ایثار کے بہت ہی واقعات موجود ہیں۔

مہمان نوازی: آنحضرت ﷺ خود بہ نفس نفیس مہمانوں کی خدمت کرتے تھے۔ اور یوں

بھی جو لوگ حاضر ہوتے تھے۔بغیر کچھ کھائے پیئے واپس نہ جاتے تھے۔کافر و مشرک سب آپ ﷺ کے مہمان ہوتے تھے۔اور آپ ﷺ یکساں طور پر ان کی خاطر تواضع فرماتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جو کچھ موجود ہوتا مہمانوں کی نظر کردیتے اور خود بمعہ اہل و عیال فاقہ کرتے تھے۔آپ ﷺ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر مہمانوں کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔

سادگی اور بے تکلفی: معمول تھا مجلس سے اٹھ کر گھر جاتے تو کبھی کبھی ننگے پاؤں جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ دیتے۔یہ واپس آنے کی علامت تھی۔کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، پہننے اوڑھنے غرض کسی چیز میں بھی تکلف نہ تھا۔آپ ﷺ کیلئے آٹے کی بھوسی صاف نہیں کی جاتی تھی۔کرتے کے تکمے اکثر کھلے رکھتے۔لباس میں نمود و نمائش قطعاً پسند نہ تھی۔سامان آرائش سے نفرت کی جاتی تھی۔غرض ہر کام میں سادگی اور بے تکلفی تھی اور اسے بے حد پسند فرماتے تھے۔

مساوات: آپ ﷺ کی نظر میں امیر، غریب، صغیر، کبیر، ادنیٰ، اعلیٰ سب برابر تھے۔ صحابہؓ جب بھی کوئی کام کرتے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ کام کرتے۔بانٹنے کی چیزیں ہمیشہ داہنی طرف سے شروع کرتے۔جس میں سب کی مساوات کا خیال ہوتا تھا۔

خاکساری: گھر کے کام کاج خود کرتے تھے۔کپڑوں کو پیوند لگاتے۔گھر میں جھاڑو دیتے، دودھ دوہتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے تھے۔غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور کھانا کھانے سے پرہیز نہ تھا۔غریبوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔مجمع میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔آپ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ اہل عجم کی طرح تعظیم کیلئے نہ اٹھو۔

شرم و حیا: آپ ﷺ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے شرم و حیاء کا اثر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہو جاتا تھا۔کبھی کسی سے بدزبانی نہ فرمائی۔بازار سے چپ چاپ گزر جاتے تھے تبسم کے علاوہ قہقہہ کبھی نہ لگایا۔آپ ﷺ نے فرمایا خلق الاسلام الحیاء اسلام کی خاص خصلت حیا ہے۔

ثابت قدمی: آپ ﷺ چونکہ خاتم الرسل تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ وصف خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ کو عطا کیا تھا۔ تیرہ برس کی متواتر ناکامیوں کے بعد آپ ﷺ کی ذات اقدس کبھی بھی مایوسی کا شکار نہ ہوئی۔ مکہ میں جب روسائے قریش ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو آپ ﷺ کے سامنے حکومت کا تخت زرو جواہر کا خزانہ اور حسن کی دیوی پیش کی۔ ان میں سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم ڈگمگانے کیلئے کافی تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے ان درخواست کو ذلت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دو تب بھی اعلانِ حق سے باز نہ آؤں گا۔

شجاعت: یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگِ بنیاد ہے۔ عزم واستقلال حق گوئی اور راست بازی یہ سب باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کو سینکڑوں غزوات اور معرکے پیش آئے۔ پامردی اور ثبات کے قدموں نے کبھی لغزش نہ کھائی۔ آپ ﷺ غزوات میں حملہ کرتے وقت سب سے آگے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

عفوورحم: واقعات شاہد ہیں کہ آپ ﷺ نہایت رحیم المزاج تھے۔ فتح مکہ کے دن تمام لوگوں سے فرمایا آج تم پر کچھ الزام نہیں۔ اللہ تم کو معاف کرے۔ حضرت عائشہؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کل کاموں میں نرمی اور رفیق کو پسند کرتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ بجز اس کے کہ اس نے احکامِ الٰہی کی تضحیک کی ہو۔

دشمنوں سے برتاؤ: خلق میں کافر و مسلم دوست و دشمن عزیز و بیگانہ کی تمیز نہ تھی۔ ابر رحمت دشت و چمن سب پر یکساں برستا تھا۔ دشمن سے انتقام لینا انسان کا قانونی فرض ہے۔ لیکن تمام روائتیں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ دشمنوں سے تنگ آ کر صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ دشمنوں کے حق میں دعائے بد فرمایئے۔ یہ سن کر چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔

اورفرمایا: میں دنیا کے لیےلعنت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔دشمنوں نے آپ ﷺ پر تیر نیزے پتھر برسائے ۔جبیں مبارک کوخون آلودفرمایا ۔لیکن آپ ﷺ نے صرف اتنافرمایا ۔خدایاان کومعاف فرما کہ یہ نادان ہیں ۔اہلِ طائف کیلئےفرمایا ۔خداوندا اہلِ طائف کیلئےاسلام نصیب فرما۔

صدق: یہ آپ ﷺ کا وہ وصف ہےکوآپ ﷺ کی بعثت سےقبل ہی شہرت عام حاصل کرچکی تھی۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے جنت حاصل کرنے کا عمل پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ۔صدق ۔کیونکہ آدمی جب سچا ہوتا ہےتو نیکی کرتا ہے ۔تو نورِایمان پیدا ہوتا ہے۔ جب آدمی ایماندار رہوتا ہےتو جنت میں داخل ہوتا ہے ۔ایک اور موقع پرفرمایا خبردار سچے رہو۔ خواہ تم کوسچائی میں ہلاکت ہی کیوں نہ نظر آئے ۔کیونکہ بلاشبہ نجات اسی میں ہے ۔آپ ﷺ نے منافق کی تین نشانیوں میں سےایک نشانی یہ بھی بتائی کہ جب بات کرےتو جھوٹ بولے۔

شگفتہ مزاجی: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کومتانت اورسنجیدگی کے ساتھ ساتھ زندہ دلی اور سادگی اورشگفتہ مزاجی بھی اعلیٰ درجے کی بخشی تھی ۔چہرہ مبارک ہروقت ہشاش بشاش رہتا تھا۔ ہرشخص سے نہایت خندہ روئی سے ملتے تھے ۔آپ ﷺ کاہنسا صرف تبسم تھا آپ ﷺ نے مزاج میں جھوٹ بولنے سےمنع فرمایا کہ افسوس ہےاس شخص پر جولوگوں کوہنسانے کیلئے جھوٹی باتیں کرتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو ۔کیونکہ دل مردہ ہوجاتا ہےاور آنکھوں و چہرے کا نور جاتا رہتا ہے ۔آپ ﷺ کے ہنسنے کی طرح آپ ﷺ کارونا بھی ایسا ہی تھا جس سے آواز پیدا نہیں ہوتی تھی ۔آپ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور آنسو بہہ جاتے ۔

وقارومتانت: آپ ﷺ نہایت ہی باوقار تھے ۔بیشتر اوقات خاموش رہتے ۔آپ ﷺ کا کلام واضح اور صاف ہوتا تھا ۔قہقہہ نہیں لگاتے تھے ۔بلکہ تبسم فرماتے تھے ۔آپ ﷺ کی مجلس میں حلم، امانت، حیاء نیکی کی گفتگو ہوتی تھی ۔نہایت صحت اور وضاحت سے گفتگو فرماتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اس قدر صاف تکلم فرماتے تھے کہ اگر کوئی گنتا تو ایک ایک حرف الگ الگ گن لیتا۔

غریبوں سے محبت: آپ ﷺ غریبوں کے ساتھ اس انداز سے پیش آتے تھے کہ دنیاوی دولت کی محرومی ان کے دلوں کو صدمہ نہیں پہنچاتی تھی۔فرمایا کہ تم کو جو دولت اور روزی میسر آتی ہے وہ انہی کی بدولت آتی ہے۔نیز فرمایا کہ جنت میں زیادہ تر مفلس جائیں گے۔فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ! مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کر۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرو گو چھوارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔غریبوں کو اپنے قریب کرو۔اللہ تعالیٰ تم کو قریب کرے گا۔

بچوں اور غلاموں سے محبت: بچوں اور غلاموں سے بہت محبت کرتے تھے۔سفر سے واپس آتے تو اپنے آگے پیچھے سواری پر بچوں کو بٹھا لیتے تھے۔راستے میں بچے مل جاتے تو انہیں خود سلام کرتے یہ شفقت و محبت صرف مسلمانوں کے بچوں تک محدود نہ تھی بلکہ مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے بچوں پر بھی اس طرح لطف فرماتے تھے۔

غلاموں کے متعلق حکم دیا کہ جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ۔آپ ﷺ غلاموں کو غلام نہیں بلکہ میرا بچہ کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔آخری وصیت یہی فرمائی کہ غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرنا۔آپ ﷺ کی ملکیت میں جو غلام آئے آپ ﷺ انہیں فوراً آزاد کر دیتے تھے۔

تعلیماتِ مبارکہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کامل یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات کرو اور بری بات سے روکو۔گھر آ کر گھر والوں کو سلام کرو۔جو شخص ان میں سے ایک جزو نہیں کرتا وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے۔اور

ان سب کو چھوڑ دے تو اس نے اسلام سے پشت ہی پھیر لی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی تمہاری بغض اور دشمنی ہو۔ نیز فرمایا کہ دوسروں کیلئے وہی چاہو جو اپنے لئے پسند کرو اور ان کیلئے وہی چیزیں ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرو۔

ایک روز تین مرتبہ فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہوسکتا جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ تقویٰ بہت زیادہ تمہارے کاموں کو آراستہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے۔ قرآنِ مجید کی روزانہ تلاوت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تلاوت و ذکر تمہارے (آسمان میں) ذکر کا ذریعہ ہوگا اور تمہارے لئے زمین میں نور ہوگا۔ زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔

زیادہ بولنے کی عادت دل کو مردہ کرتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ ہمیشہ حق اور سچی بات کہو اگرچہ لوگوں کیلئے کڑوی اور ناخوشگوار ہو۔

لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ اپنے باپ کی نافرمانی نہ کرو۔ نماز قصداً نہ چھوڑو۔ شراب نہ پیو۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں قرآن مجید اور اپنی سنت۔ اگر ان پر عمل کیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

رحمت للعالمین ﷺ

(عبدالقیوم ہاشمی)

قرآن کریم کی سب سے ابتدائی سورت فاتحہ کی پہلی آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین ۔ ''تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا ربّ ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد و توصیف کے بعد اپنی تمام پاک صفات میں سے جس صفت کو اولیت دی وہ صفت ربوبیت ہے۔ چنانچہ اگر ہم اللہ کی عظمت و بزرگی کا ادراک حاصل کرنا چاہتے ہیں تو صفت ربوبیت کی اہمیت اور اسکا علم ہونا بے حد ضروری ہے کیونکہ تخلیق کائنات کے بعد اسکے ذرے ذرے اور اس میں موجود تمام مخلوقات کی پیدائش و پرورش اور نمو و بقا اس صفت کے زیر اثر ہے۔ تمام جن و انس خواہ وہ اللہ کو اپنا رب مانیں یا کسی اور کو صفت ربوبیت سے کسی کو محروم نہیں کیا جاتا۔

نظام عالم کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ فرشتوں کو اس پر نگران و ناظم اور سرپرست مقرر کر دیا ہے۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے ہدایات لے کر حکم باری تعالیٰ بجا لاتے ہیں۔ مثلاً وحی الٰہی کے لیے جبرائیل امین مخلوق کی موت کیلئے حضرت عزرائیلؑ اور بارش اور رزق رسانی کے لیے حضرت میکائیلؑ اسی طرح دیگر امور کائنات کے لیے بھی برگزیدہ فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں۔

سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ صفت ربوبیت عمومیت لیے ہوئے ہے جبکہ دوسری آیت یعنی الرحمٰن الرحیم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام صفات باری تعالیٰ میں خصوصیت رحمانیت اور رحیمیت کو حاصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی صفت رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے جاری و ساری کیا تو اس کا نگران و ناظم حضور نبی کریم ﷺ کو مقرر فرمایا۔ لہٰذا اللہ کی رحمت کا وسیلہ آپ کو بنایا گیا ہے۔ اللہ یعطی و انا قاسم کے معنی بھی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین (سورۃ انبیا 107)

ترجمہ: اے نبی ﷺ، ہم نے آپ ﷺ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جس طرح اللہ ربّ العٰلمین ہیں تو حضور ﷺ رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ چنانچہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حصول رحمت الٰہی کو حضور رحمۃ للعٰلمین سے مشروط کر دیا گیا۔ گویا تمام جن وانس، چرندو پرند، نباتات وجمادات الغرض تمام مخلوقات رحمت باری تعالیٰ کے لیے آپ ﷺ کی ذات ہی مرکز ومحور ہے۔

محبت میں جب احسان شامل ہو جائے اسے رحمت سے تعبیر کرتے ہیں اس لیے جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا زیادہ سے زیادہ حقدار ٹھہرے اسے چاہیے کہ وہ رحمۃ للعٰلمین ﷺ پہ زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ ﷺ سے محبت بڑھتی جائے گی اور اللہ کی رحمتیں ایسے شخص پہ برسنے لگیں گی۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جو شخص مجھ پہ ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ درود وسلام اس قدر عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی یہ عمل کرتے ہیں اور مومنوں کو حکم ہے کہ وہ بھی یہ عمل ضرور کریں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً

ترجمہ: اللہ اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجو۔ (احزاب 56)

اللہ نے مسلمانوں کو کتنا عظیم شرف بخشا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے امتی ہیں

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (سورۃ توبۃ آیت نمبر 128)

ترجمہ: دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول ﷺ تشریف لائے ہیں جو خود تم ہی میں سے ہیں۔ تمہارا نقصان میں پڑنا ان پہ شاق گزرتا ہے، تمہاری فلاح کے وہ حریص ہیں، مومنوں کے لیے وہ انتہائی شفیق اور رحیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پہ بے حد و بے شمار احسانات اور عنایات فرمائیں مگر اللہ نے

کسی احسان کو مومنوں پہ جتایا نہیں ۔ یہ صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِيْ ضَلالٍ مُّبِيْن

ترجمہ: درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ انکے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسے رسول ﷺ مبعوث کیے جو اس کی آیات انہیں سناتے ہیں، ان کی زندگیوں کو سنوارتے ہیں اور ان کو کتاب و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس سے قبل یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ (سورۃ آل عمران : 164)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہدایت و مغفرت کا اختیار اپنے پاس رکھا اسی طرح گناہ گاروں کی شفاعت کا اختیار آنحضور ﷺ کو عطا کر دیا گیا ۔شفاعت رسول ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا ہی اظہار ہے کیونکہ محض عبادت و صالح اعمال بندے کو تکبر میں مبتلا کر سکتے ہیں جسکی وجہ سے نیکیاں ضائع ہونے کا خطرہ آخری سانس تک رہتا ہے۔ محشر میں لوائے حمد اور حوضِ کوثر آپ ﷺ کو عطا کیا گیا ہے لہٰذا جس شخص کو آب کوثر عطا کر دیا گیا وہ محشر کے ہر خوف اور غم سے نجات پا جائے گا۔ اس لیے ہر امتی کو چاہیے کہ وہ اپنے اعمال پہ ہی تکیہ نہ رکھے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی شفاعت کا حقدار ٹھہرنے کی بھی اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہیے۔ آپ ﷺ کی عظمت انسانی فکروفہم سے ارفع و اعلیٰ ہے ۔ہم جسقدر خلوص کے ساتھ اپنی سی کوشش کرلیں آپ ﷺ کی عظمت کی حقیقت نہیں جان سکتے ۔آپ کس طرح آنحضور ﷺ کے علم و مرتبہ کا اندازہ لگا سکتے ہیں جن کے معلم رب العالمین خود ہوں ایک بہت بلند پایہ صوفی کا قول ہے کہ میں بسیار کوشش زندگی بھر دو باتوں کا شمار نہ کر سکا ایک انسان کو نفس کے فریب دینے کے طریقے دوسرا حضور نبی کریم ﷺ کے بلند درجات کا۔

اب قیامت تک اور بعد قیامت کے قافلہ ءانسانیت کی فلاح و بقا اور امیدوں کے

مرکز ومحور صرف آپ ﷺ ہی ہیں۔روزِ محشر جب تمام جن وانس عدالت الٰہی لگنے کے منتظر ہوں گے اور اللہ کے جلال وہیبت کے اثر سے تمام برگزیدہ انبیاء کرام بھی خاموش اور فکر مند ہوں گے تو ایسے میں صاحب خلق عظیم ﷺ رحمۃ للعٰلمین رؤف رحیم، شاہد، مبشر، نذیر، صاحب نوائے حمد، سراج منیر، شافع محشر، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ آگے بڑھیں گے اور مالک یوم الدین سے حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست فرمائیں گے اور ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے بے حد آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔اس وقت تمام انسانوں پہ آپ ﷺ رحمۃ للعٰلمیں کی حقیقت عیاں ہو جائے گی اور جو عزت تکریم اللہ تعالیٰ آپ کی فرمائیں گے تو تمام جن وانس دنگ رہ جائیں گے۔سبحان اللہ۔کوئی حد ہے آپ کے عروج کی۔

اُمت مصطفیٰ ﷺ سے آپ ﷺ کی محبت بھی عقل وشعور سے ماورا ہے۔آپ ﷺ کبھی بھی اور کسی بھی وقت اپنی امت کو نہ بھولے حتیٰ کہ وقت آخر بھی امتی امتی پکارتے رہے۔ہم لوگ آپ ﷺ کی محبت میں میلاد النبی ﷺ ایک دن منالیتے ہیں۔حالانکہ امت پہ جو احسان آپ ﷺ کے ہیں وہ شمار سے باہر ہیں چنانچہ اسکے موجب ہمارا ہر روز خوشی ومسرت کا ہونا چاہیے۔تمام سابقہ انبیاء کرام اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ آنحضور ﷺ کی نسبت سے امت محمدیہ پہ اللہ کی طرف سے کیا خاص الخاص رحمتوں کا سلسلہ جاری ہوگا۔اسی لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ ﷺ کے اُمتی بننے کے آرزو مند تھے۔ممکن ہے تمام انبیاء کی یہ آرزو اس وقت پوری کردی گئی ہو جب آپ ﷺ کے سفر معراج کے دوران تمام انبیاء نے بیت المقدس (قبلہ اوّل) میں آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔سبحان اللہ کیا عزت واکرام ہے آپ ﷺ کا۔سچ ہے!

(اے ختم رسل مکی مدنی کونین میں تم سا کوئی نہیں۔اے نور مجسم تیرے سوا محبوب خدا کا کوئی نہیں)

یوں آپ کی اتباع کی بدولت تمام انبیاء ومرسلین اللہ تعالیٰ کے محبوب بن گئے۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله : ترجمہ:ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کریں اللہ انہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

لہٰذا اس اُمت پہ لازم ہے کہ وہ کسی بھی صورت ادب رسول کے تقاضوں سے انحراف نہ کریں ورنہ سب کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ایمان سلامت رکھنے کا یہی آسان حل ہے کہ ادب رسول ﷺ میں کبھی رخنہ نہ پڑے۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ.

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبی ﷺ سے بلند نہ کرو اور نہ نبی ﷺ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اب مختصر طور پہ غیر مسلم مفکرین کے اقتباسات تحریر کرتے ہیں جس سے حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت عیاں ہوتی ہے۔مغربی دنیا کے ایک مفکر زوائی مر (Zwemer) کا بیان ہے۔

''محمد ﷺ کی ذات سے بنی نوع انسان کی امیدیں وابستہ ہیں۔عیسائی مشنریوں کو اسلامی مشن نے چیلنج کر دیا ہے اور اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔چھٹی صدی عیسوی میں اسلام کا آغاز ایک انسان کی قلیل ترین اقلیت سے ہوا۔وہ انسان جس نے پیغمبر خدا ہونے کا دعویٰ کیا اب وہی اسلام یورپ اور امریکہ کو چیلنج کر رہا ہے''

فرانس کے مفکر ڈاکٹر برتھرانیڈ (Berthrand) کہتے ہیں۔

''اسلام کے عظیم پیغمبر کے یہ الفاظ کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، علم حاصل کرو خواہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے، علماء انبیاء کے وارث ہیں، عالم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس ہے، ان جاہلوں کے بیانات کی نفی کرتے ہیں کہ اسلام کو زوال قرآنی تعلیمات سے ہوا۔''

میجر آرتھر گلن اپنی کتاب (Islam , her moral and spiritual value) میں لکھتے ہیں: ''محمد ﷺ کی سچائی کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے تاریخ کے طالب علم

کو سب سے پہلے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کوئی معمولی واعظ نہیں تھے اور نہ ہی آوارہ پھرنے والے خودغرض انسان تھے بلکہ وہ بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ سچے اور مخلص انسان تھے اور ایسی باکمال شخصیت تھے کہ دنیا نے کم ایسی ہستیاں دیکھی ہیں۔ یہ تسلیم کرنے کے بعد تاریخ کے طالب علم کو یقین ہو جائے گا کہ اسلام ایک مکمل اور سچا مذہب ہے جو مسلمان کو حقیقت اور روشنی کی بلندیوں پر لے جاتا ہے"۔

لارتھروپ سٹوڈارڈ (Lurthrop Stoddard) اپنی کتاب (the new World of Islam) میں لکھتے ہیں "محمد ﷺ عربوں کا عرب اور قوم کی روح کا دلفریب مجسمہ تھا۔ خدائے لاشریک کا سادہ اور مذہبی اجارہ داری سے پاک دین لے کر محمد ﷺ نے عربوں کی کایا پلٹ دی اور عرب لوگ اپنی قدیمی دشمنیوں کو بھول کر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور ریگستانوں سے نکل کر جوش وخروش کے ساتھ خدا کی زمین کو اپنے ایک خدا کے لیے فتح کرنے میں مشغول ہو گئے پہلی تین صدیوں میں یعنی 650 سے 1000 دنیائے اسلام ساری دنیا میں سب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ خطہ تھا۔ جہاں عالم اسلام شاندار شہروں، عظیم الشان مساجد اور خاموش یونیورسٹیوں سے آراستہ وپیراستہ تھا اور عیسائی دنیا دور تاریک کی گہرائیوں میں غرق تھی"

مہاتما گاندھی اپنی کتاب (Young India) میں لکھتے ہیں:

"میں اس عظیم انسان کی زندگی کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا جو کروڑوں انسانوں کے قلوب پر حکومت کرتا ہے۔ مجھے ان کی زندگی کے حالات پڑھ کر پختہ یقین ہو گیا کہ اسلام کی یہ شان تلوار کے زور سے نہیں بلکہ پیغمبر اسلام کی کمال سادگی، عظیم الشان قربانی، شاندار پیمان عہد اپنے پیروکاروں اور دوستوں سے کمال شفقت، کمال جرات اور خدا تعالیٰ پر بے پناہ توکل اور اپنے مشن پر یقین کامل سے یہ چیز حاصل ہوئی، تلوار سے یہ چیز کہاں حاصل ہو سکتی ہے"

مسٹر ولیم ڈریپر (William Draper) اپنی کتاب (History of Intellectual development in Europe) میں لکھتے ہیں۔ "محمد ﷺ ان تمام

صفات کے مالک تھے جن سے کئی بار عظیم الشان سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ ہوا ہے۔ مثلاً انہوں نے اعلان کر دیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدﷺ اسکا پیغمبر ہے۔اب جو شخص ان کے اس اعلان کی سچائی دیکھنا چاہتا ہے اسے عصر حاضر کے نقشہ دنیا پر ایک نظر ڈالنی چاہیے۔اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کسی جھوٹے پیغمبر کا کارنامہ نہیں ہو سکتا۔اتنی سلطنتوں کا مذہبی آقا اور دنیا کی آبادی کے ایک تہائی حصے کے قلوب پر حکمرانی کرنے والا کبھی جھوٹا پیغمبر نہیں ہو سکتا''
(اللھم صلی علی محمد و آلہ)

گب Gibb اپنی تصنیف میں کہتا ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے وہ دنیا میں سب سے عظیم ہیرو ہی کیوں نہ ہو مگر اپنے گھر میں وہ ہیرو نہیں ہوتا مگر محمدﷺ واحد ہستی ہیں جو گھر اور گھر سے باہر بھی ہیرو تھے۔

انگلینڈ کے معروف مورخ سٹینن پول اپنی کتاب (The Speeches and Table talks of Muhammad) میں لکھتے ہیں ''وہ دشمنان مکہ پر محمدﷺ کی عظیم الشان فتح کا دن محمدﷺ کے اپنے نفس پر بھی عظیم الشان فتح کا دن تھا۔جس دن انہوں نے قریش مکہ جیسے ظالم جانی دشمنوں کو معاف کر کے امن عام کا اعلان کر دیا۔وہ جس طرح اپنے آبائی شہر میں داخل ہوئے۔تاریخ عالم کی جنگوں میں اس جیسی فتح کی مثال ملنا ناممکن ہے''

فرانس کے مفکر لامارٹی (Lamartine) اپنی کتاب (Historeke de laturquie) میں لکھتے ہیں ''فلاسفر، مبلغ، پیغمبر، قانون ساز، جرنیل، فاتح، شارع، بت شکن، بیس ظاہری اور ایک روحانی سلطنتوں کا بانی یہ ہے محمدﷺ انسانی عظمت کے ہر معیار پر اسے پرکھ لینے کے بعد ہم دنیا سے سوال کرتے ہیں کہ آیا کوئی اس سے زیادہ عظیم انسان ہو سکتا ہے۔

نقوشِ مہر و وفا

(ملفوظات قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ)

(مرتب: سید رحمت اللہ شاہ)

ہمارے ایک بھائی نے سوال کیا کہ بابا جان یہ جو لفظ ہے 'ضرم' یہ عربی کا لفظ ہے؟

بابا جان نے پوچھا کہ کسی کا نام تو نہیں رکھا؟ بھائی نے جواب دیا کہ جی بابا جان! نام ہی رکھا ہے۔ میرا ایک دوست ہے اسلام آباد میں، رات کو مجھے اس کا فون آیا تھا۔ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو اس کا نام رکھا ہے۔ بابا جان نے پوچھا کہ اس نے بتایا نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ کیسے رکھا ہے؟ بھائی نے جواب دیا کہ جی بابا جان اس نے بتایا ہے۔ کہتا تھا کہ میں نے خود انٹرنیٹ پر دیکھا ہے۔ اس کا مطلب ہے 'روشنی'۔ 'Blow'۔ بابا جان نے فرمایا کہ اچھا۔ Blow جس کا مطلب ہے جلنا؟ بھائی نے کہا کہ وہ 'روشنی'، 'چمک'۔ دوست کہہ رہا تھا کہ بابا جان سے پوچھنا کہ میں یہ نام رکھ رہا ہوں ٹھیک ہے؟

بابا جانؒ نے فرمایا کہ مبارک ہو۔ نام کوئی سُنا ہوا ہوتا ہے تو اس کا پتہ ہوتا، یہ کوئی نیا نام معلوم ہوتا ہے تو پوچھ لیتے ہیں کہ کیا مطلب ہے؟ نام بامعنی ہونا چاہیے۔ انہوں نے یہ نام رکھا ہے، ایسے ہی تو نہیں ہوگا۔ چھوٹی عربی کی ڈکشنری پڑی ہے اس میں دیکھتے ہیں۔ 'ضرم'۔ Ziram۔ انہوں نے نیٹ سے دیکھا ہے، ہاں Books بھی چلتی ہیں 'اسلامی نام'۔ اب یہ اسلامی نام بھی بس ایسے ہی ہے۔ مسلمانوں کے نام تھے، انہیں اسلامی تو نہیں کہہ سکتے۔ حضرت عمرؓ کا نام پہلے 'عمر' تھا۔ حضرت علیؓ کا نام پہلے 'علی' تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کا نام 'ابوالکعبہ' تھا، وہ Change کر دیا کہ یہ ہمارے عقیدے کے خلاف ہے، مشرکانہ نام ہے۔ آپ ﷺ نے ان کا

نام 'عبداللہ' رکھا۔باقی سب کے نام تو وہی ہیں جو عرب رکھتے تھے۔بس عربی نام ہیں۔حضورﷺ نے فرمایا کہ 'عبداللہ' اور 'عبدالرحمان' مجھے بہت پسند ہیں۔یہ حدیث ہے۔عرب لوگ اب بھی یہ دو نام بہت رکھتے ہیں۔بس نام بامعنی ہونا چاہیے۔

کچھ اُلٹے پلٹے بھی نام ہیں۔ہمارے یہ نام صداقت، شرافت۔جن کے بعد میں 'ت' آتا ہے یہ سارے مؤنث ہیں جیسے شرافت ہے۔اس کی شرافت کہیں گے، اس کا شرافت تو نہیں کہیں گے۔ہمت ہے، جرأت بھی ہے، یہ جو بھی ہیں، صداقت، شرافت، جن کے آخر میں 'ت' آتا ہے۔'ت' تو مؤنث کی نشانی ہے۔'ت' یعنی 'تانیث' کہتے ہیں۔یہ سارے نام جیسے چوہدری شجاعت علی اور سارے جن کے ساتھ 'ت' ہے، یہ نام مونث ہیں۔یہ نام تو نہیں رکھنے چاہئیں۔کئی لڑکیوں کے ایسے نام ہوتے ہیں تو وہ ہو سکتے ہیں۔نام بامعنی ہونا چاہیے۔اب یہ لوگوں نے بنایا ہے کہ کوئی ایسا نام ہو جو نیا ہو، جو کسی نے نہ رکھا ہو۔

ایک بھائی نے اپنے کسی عزیز کا حوالہ دیا کہ اس نے پہلے اپنی بچی کا نام 'نوال' رکھا ہے۔اب دوسری بچی ہوئی ہے تو اس کا نام 'نوریا'۔تو 'نوال' کا کیا مطلب ہے۔نعمت؟ باباجانؒ نے جواب دیا۔جی نعمت ہی ہے۔اَمَّا نَوَال ۔مطلب یہ کہ 'عام اس کی نعمتیں'۔امین شاہ صاحب کے ہاں پوتی ہوئی تو انہوں نے اس کا نام 'عروشہ' رکھا۔کہنے لگے کہ اس کا مطلب ہے 'جنت کی خوشبو'، 'ٹہنیاں'۔وہ نام ہے 'عروشۂ معروشۂ۔یہ مجھے یاد آیا کہ قرآن پاک میں 'معروشات' ایک لفظ آتا ہے۔انگور کی وہ بیلیں جو درختوں پر چڑھائی گئی ہیں یا نہیں چڑھائی گئیں۔'مَعْرُوشَات وَغَيْرَ مَعْرُوشَات'۔یہ مفعول ہے۔'عرش' کا مطلب 'بلندی' ہے اور 'عروشہ' کا مطلب ہے 'بلندی پر چڑھائی گئی'۔بیلیں اوپر چڑھائی جاتی ہیں، ایسے کچھ درختوں کے ساتھ کہ اوپر چڑھ جاتی ہیں۔

تو یہ 'مَعرُوشَات و غَیرَ مَعرُوشَات' میں 'معروشۃ' ہے کہ بلند کی گئی ۔اس کا مادہ 'عرش' ہے اور 'عرش' کا مطلب ہے 'بلند کیا' ۔معروشۃ کا مطلب ہے بلند کی گئی، وہ ٹہنی جو بلند کی گئی

بابا جانؒ نے عربی ڈکشنری منگوائی اور اس میں 'ضرم' کا مطلب دیکھنا شروع کیا ۔بابا جانؒ نے پوچھا کہ 'ضرم' 'ض' سے ہے؟ بتایا گیا کہ نہیں، 'ز' سے ہے۔ 'زرم' ۔بابا جانؒ نے اس عربی ڈکشنری میں سے دیکھ کر فرمایا کہ 'ز' کے ساتھ 'م' تو نہیں ہے ۔پوچھا کہ 'ض' سے دیکھیں؟ اور ساتھ ہی دیکھنا شروع کیا، اور فرمایا کہ 'ضرم' ہے ۔اس کے معنی لکھتے ہیں 'To burn' ۔'اَضـرَمَـہ' 'To light' ۔'روشنی کرنے والی' ۔'اَضـرَمَ الـنَّار' ۔'To set fire to' ۔'To kindle' ۔'اِضرَام' ۔'Burning' ۔'مُضطَرِم' ۔'Burning' ۔'مُضطَرِمَہ فِـــی الـنَّـــار' ۔'On fire' ۔مطلب ہے کہ 'جلانا'، اور روشنی کے معنی میں آیا ہے ۔'To kindle' ۔بابا جان سے تلفظ پوچھا گیا کہ 'ضُرم' ہوگا یا 'ضِرم' ہوگا؟ بابا جانؒ نے فرمایا کہ یہاں تو انہوں نے زیر لکھا ہے ۔'ضِرم' ۔'اِضطِرم' ۔مگر یہاں یہ بھی ہے کہ نام جو ہے وہ 'اسم' ہونا چاہیے ۔'فعل' تو نام نہیں ہوتے ۔کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، یہ تو نام نہیں ہوتے ۔نام کسی چیز کا ہونا چاہیے ۔سیب ہے، انگور ہے، پھول ہے گلاب، موتیا ہے ۔نام ہونا چاہیے، یا صفت ہونی چاہیے ۔روشنی، ندا، فدا، آرزو، یہ اسماء ہیں ۔اب یہ 'اضرام' جو ہے یہ فعل ہے ۔'جلانا' ہے ۔چیزوں کے جو اسماء ہیں، ان کے نام ہونے چاہئیں ۔بحرحال معنی تو ٹھیک ہی ہیں ۔'روشنی' یعنی Blow کرنا ۔

کسی دوسری نشست میں بابا جانؒ نے اس موضوع سے ملتی جلتی باتیں کیں ۔آپؒ نے فرمایا کہ شیخ محمد اسلم صاحب کے ہم زلف ہیں ان کی بچی کا نام 'تَسُرُّ القیوم' ہے ۔ہم نے کہا کہ یہ کیا نام رکھا ہے آپ نے؟ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک میں جو ہے حضرت موسیٰؑ کو گائے

ذبح کرنے کا حکم تو اس میں ہے 'تَسُرُّ النّٰظِرِین '۔اس سے نام رکھا ہے۔قرآن پاک میں قربانی کی گائے کے بارے میں سوال کے جوابات ہیں اور پھر لکھا ہے کہ 'تَسُرُّ النّٰظِرِین ' کہ دیکھنے والے خوش ہو جائیں دیکھ کے۔'تَسُرُّ' جو ہے یہ Verb ہے۔ 'تَسُرُّ' 'سُر' سے ہے۔اس میں زبر اور شد ہے۔ 'تَسُرُّ' یعنی 'اچھی لگے'۔'اچھا لگنا' فعل ہے۔اس سے آگے 'ن' ناظرین کا ہے کہ دیکھنے والوں کو اچھی لگے۔انہوں نے یہ نام رکھا کیوں کہ یہ لفظ قرآن پاک میں ہے۔اس نام کے Change کرنے پر تو بات نہیں ہوئی، وہ اچھے پڑھے لکھے لوگ ہیں مگر میں نے کہا کہ قرآن پاک میں صرف لکھا ہونا لازمی نہیں ہے۔قرآن میں تو اور بھی بہت سی چیزوں کے نام ہیں۔ہاتھی، گھوڑے، اور جانوروں کے بھی نام ہیں، نام اچھا ہونا چاہیے۔انہوں نے 'تَسُرُّ القیوم ' رکھا تھا، میں نے انہیں کہا کہ چلو آپ نے رکھ لیا ہے مگر نام فعل نہیں اسم ہونا چاہیے۔جو کسی چیز کا نام ہو۔پھول ہیں، گلاب ہیں، وردہ، زہرہ بھی پھول ہے۔چنبیلی ہے جسے عربی میں 'جاسمین' کہتے ہیں۔مروا، یہ پودا ہے۔یہ بھی اچھا ہے۔نام ہوں بس، بے شک پھولوں یا کسی اور چیز کے ہوں۔یہ اچھا، برا وغیرہ صفات ہیں مگر یہ بھی اسم ہیں۔یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ نام الگ ہو، مگر اسم کا بھی خیال ہونا چاہیے۔

شیخ سلسلہ باباجان محمد یعقوب صاحب کا جڑواں شہروں کا دورہ

(پیرخان توحیدی)

امسال بابا جان محمد یعقوب صاحب نے اپنے دوروں کی ابتدا جڑواں شہروں راولپنڈی، اسلام آباد سے کی۔ آپ کا یہ سالانہ دورہ 30 اکتوبر 2015 تا یکم نومبر 2015 تین دنوں پر محیط تھا۔ 30 اکتوبر علی الصبح احمد رضا صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ وہ بابا جان کے ہمراہ بذریعہ ٹرین گوجرانوالہ سے راولپنڈی روانہ ہو گئے ہیں۔ گاڑی تقریباً بارہ بجے تک راولپنڈی پہنچ جائے گی۔ خواجہ ولی محمد صاحب خواجہ صاحب کے فرزند عدنان ولی صاحب اور راقم السطور معزز مہمانوں کے استقبال کے لیے عدنان ولی صاحب کی گاڑی میں ساڑھے گیارہ بجے راولپنڈی ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ ریل کار وقت مقررہ پر ریلوے سٹیشن پہنچی تو معزز مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا گیا اور انہیں لیکر واپس خواجہ ولی محمد صاحب کی رہائش پر آ گئے جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لیے قریبی مسجد میں ایک بجے جمعہ کی نماز ادا کی اسی دوران اقبال بھائی نے دوپہر کا کھانا لگا دیا جس میں چند مقامی بھائیوں نے بھی شرکت فرمائی۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک بھائیوں نے بابا جان سے بات چیت کی لیکن پھر انہیں ایک علیحدہ کمرے میں آرام کی خاطر چھوڑ دیا۔ چند دوسرے بھائی جن میں پنڈی گھیب کے سلطان صاحب اور اٹک کے قدرت اللہ صاحب بھی تھے احمد رضا صاحب سے بات چیت کرتے رہے۔ ساڑھے تین بجے بابا جان تشریف لے آئے چار بجے بھائیوں نے نماز عصر ادا کی تو خواجہ ولی محمد صاحب نے چائے اور برفی سے بھائیوں کی تواضع فرمائی۔ اسی دوران مقامی اور اسلام آباد کے بھائیوں کی آمد سے محفل کا رنگ جمنے لگا بابا جی کے فرمودات سے بھائیوں کو روحانی اور قلبی راحت محسوس ہوتی رہی

لیکن جلد ہی مسجدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں تو محفل برخاست کر کے نمازِ مغرب کی تیاری شروع ہوگئی ۔پنڈال میں مغرب کی نماز عزیز عارف صاحب نے مخصوص آواز اور پرسوز قرات سے پڑھائی ۔نماز کے بعد ذکر اللہ کے لیے بھائیوں کے ساتھ مہمانوں کی آمد بھی ہوتی رہی جس سے پنڈال بھر گیا بابا جی کی اجازت کے ساتھ ذکر شروع ہوا تو بھائیوں نے بڑے پیارے انداز سے نبی رحمت ﷺ پر درود پڑھا اور نہایت ذوق وشوق سے الا اللہ کی ضربیں لگائیں جس سے درو دیوار بھی گونج اٹھے ۔ذکر کے اختتام پر عزیز عارف صاحب نے ختم پڑھا بابا جان نے دعا فرمائی ۔ بھائیوں کے روحانی درجات ، دنیاوی ترقی پاکستان کے استحکام خوشحالی اور مسلمانانِ عالم کے اتحاد سر بلندی اور سرفرازی کے لیے خصوصی دعا فرمائی ۔نماز عشاء کے بعد عشائیہ ماحضر جس کا اہتمام ذوالفقار زلفی بھائی نے کیا تھا تناول فرمایا۔کھانے کے بعد بھائیوں نے بابا جی کے گرد حلقہ بنالیا تا کہ آپ کے فرمودات سے فائدہ اٹھاسکیں ۔بابا جی نے فرمایا کہ مجھے ہر وقت اس بات کی فکر رہتی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں نوجوان دوستوں کی کمی ہے جبکہ میری عمر کے بابوں کی تعداد کافی ہے اس میں شک نہیں کہ بابے لوگ ہمارے سلسلہ کا سرمایہ افتخار ہیں اور ان کی موجودگی سلسلہ کے لیے موجب برکت ہے لیکن اس وقت نوجوانوں کی قیادت اور تبلیغ کی ضرورت ہے ۔اس لیے تمام نوجوان بھائیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے سلسلہ کی تعلیمات کو اپنے دوستوں ، رشتہ داروں اور عزیزوں تک پہنچانے اور پھیلانے میں سرگرم عمل ہو جائیں اور کوشش کریں کہ نوجوان اور پڑھے لکھے لوگ اس طرف راغب اور متوجہ ہوں ۔آپ کا کسی بھائی کو سلسلہ میں لانا اور اسے اللہ اللہ سکھانا آپ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گا۔اور آنے والا اللہ کی معرفت اور لقاء حاصل کر کے دونوں جہاں کی سرفرازی سے ہم کنار ہو جائے گا۔آپ صدق دل سے دوستوں کو دعوت دیں اور سلسلہ کی تعلیم ان کے سامنے رکھیں مجھے امید ہے آپ لوگوں کی

محنت رائیگاں نہیں جائے گی ۔کیونکہ انصاریؒ کی تعلیم وہ تعلیم ہے جو قرآن اور سنت کے عین مطابق ہے دلوں اور ارواح کو متاثر کرتی ہے آپ لوگ کوشش کریں اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں جو دلوں کے بھید جانتا ہے بابا جان کے ساتھ آئے ہوئے بھائی محترم احمد رضا صاحب نے بھی بھائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بابا جان نے جب سے منصب خلافت سنبھالا تو آپ کی اولین کوشش یہی رہی ہے کہ قبلہ انصاریؒ بانی سلسلہ توحیدیہ کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی ترقی اور وسعت میں اضافہ کیا جائے احمد رضا صاحب نے فرمایا کہ ایسے کاموں اور ایسی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے افراد کی اجتماعی کاوشوں اور کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔اللہ کے فضل سے ہمارے سلسلہ کی تعلیمات، وردو وظائف اور دیگر امور سہل العمل ہونے کے ساتھ آفاقی تعلیمات کے عین مطابق بھی ہیں ۔احمد رضا صاحب نے بابا جان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ بابا جان کی خواہش کے مطابق ہم سب بھائیوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم سب لوگ اپنی جگہ اور اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس سلسلہ کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کمربستہ ہو کر تبلیغ کا کام شروع کریں اور یہ عہد کریں کہ ہر بھائی کم از کم اپنے ایک اور بھائی کو سلسلہ میں لائے گا۔اس کے لیے آپ اپنے قریبی رشتہ داروں، اپنے بیٹوں، اپنے بھتیجوں اور اپنے بھانجوں کو دعوت دیں کیونکہ یہ زیادہ حق دار بھی ہیں ۔احمد رضا صاحب نے تمام بھائیوں کو کہا کہ وہ قبلہ انصاریؒ کی تصانیف سے فائدہ اٹھائیں بیعت نامہ ہر روز پڑھا کریں ۔نماز میں کبھی بھی سستی نہ کریں ۔وقت مقررہ پر نماز ادا کرنے کی کوشش کریں ۔تلاوت میں ناغہ نہ کریں نوافل میں اضافہ کریں اور اپنے پسندیدہ مال سے اللہ کے لیے خرچ کریں ۔۔سچ بولیں وعدہ وفا کریں قوت برداشت پیدا کریں پھر دیکھیں آپ کی زندگی کتنی خوشگوار اور آسان ہوگی ۔اب رات کے دس بجنے والے تھے اس لیے بابا جان نے دعا فرمائی اور محفل برخاست ہو گئی ۔

31 اکتوبر 2015 کو آٹھ بجے اقبال بھائی نے ناشتے کا اہتمام کیا۔ناشتہ بالکل سادہ مگر پرلطف تھا بابا جان اور بھائیوں نے پسند فرمایا ۔ ناشتہ کے بعد بھائیوں نے خوب گپ شپ لگائی ۔ بھائیوں نے روحانی و دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لیے دعائیں بھی کرائیں ۔بابا جان نے فرمایا کہ تم لوگ خود بھی اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی دعائیں کیا کرو ۔ دس بجے خواتین کا پروگرام تھا بارہ بجے بابا جان واپس آئے تو چائے کا دور چلا بھائیوں سے بات چیت ہوئی کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا ظہر کی نماز کے بعد ماحاضر تناول فرما کر بابا جان اور دیگر بھائیوں نے قیلولہ کیا۔عصر کی نماز کے بعد محفل پھر سج گئی ۔ بابا جان نے فرمایا مجھے منصب خلافت سنبھالے ہوئے دو سال ہو گئے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ان دو سالوں میں کسی ایک بھائی نے بھی مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ اللہ تک پہنچنے کا آسان راستہ کیا ہے ۔ حالانکہ ہماری سب سے اولین ترجیح ہی یہ ہونی چاہیے کہ ہم کس طرح اللہ تک پہنچ سکتے ہیں محفل ابھی جاری تھی کہ مغرب کی آذانیں ہونے لگیں ۔آج بھی مغرب کی نماز عزیز عارف صاحب نے پڑھائی اور بھائیوں کے آنے پر ذکر کا پروگرام شروع کر دیا گیا ۔ جو ساڑھے سات بجے اختتام پذیر ہوا ۔ نماز عشاء کے بعد کھانا پیش کیا گیا ۔ بابا جان نے کھانے کی تعریف کی اور انتظامیہ کو شاباش دی۔ ۔آج بھی بابا جان کی بات چیت کا زور زیادہ تر سلسلہ کی تعلیمات کو پھیلانے اور اس کی تبلیغ پر تھا ۔بابا جان نے بھائیوں سے کہا کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ہر بھائی سال میں ایک نئے بھائی کو سلسلہ عالیہ کی تعلیم سے روشناس کرائے گا اور اسے سلسلہ میں لائے گا ۔کچھ مہمانوں نے بھی بابا جان سے سوال کئے جنہیں بابا جان نے تسلی بخش جواب دے کر مطمئن کر دیا ۔کھانے کے آداب پر بھی بات چیت ہوئی تو احمد رضا صاحب نے فرمایا کہ انہیں قبلہ ڈار صاحب کے ساتھ کھانے کے بہت مواقع نصیب ہوئے لیکن میں نے انہیں کبھی بھی بایاں ہاتھ استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہوں نے اپنا

بایاں ہاتھ باندھ رکھا ہے۔ چونکہ محفل کے اختتام کا وقت قریب ہو رہا تھا اس لیے اسلم صاحب نے ایک خوبصورت نعت اپنی خوبصورت آواز میں پڑھ کر بھائیوں کے دلوں کو گرما دیا جس کے فوراً بعد عباسی صاحب کی فرمائش پر ایک اور خوبصورت نعت مل کر پڑھی گئی اختتام پر ترانہ توحیدیہ بھی سب بھائیوں نے مل کر پڑھا۔ بابا جان نے دعا فرمائی اور محفل برخاست ہوگئی۔ چونکہ اگلے دن بروز اتوار بابا جان کے ناشتہ کا پروگرام غلام مرتضٰی صاحب کے گھر میں بنا ہوا تھا اس لیے بابا جان کی رخصتی اور مرتضٰی صاحب کے گھر پر ناشتہ کا اعلان کیا گیا۔ بھائیوں نے بابا جان سے ملاقات کی اور گھروں کو چل پڑے۔

یکم نومبر 2015 بروز اتوار: تقریباً ساڑھے آٹھ بجے بابا جان ایک چھوٹے سے کاروان کی صورت میں جس میں دس بارہ بھائی شامل تھے غلام مرتضٰی صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ بھائی بابا جان کے ہمراہ عبدالوحید صاحب خادم حلقہ اسلام آباد کی گاڑی میں بیٹھے اور کچھ بھائی احمد رضا صاحب کے ساتھ طارق محمود صاحب کی گاڑی میں بیٹھے۔ یہ کارواں جلد ہی غلام مرتضٰی صاحب کے دولت خانہ پر پہنچ گیا۔ جہاں انہوں نے مہمانوں کا والہانہ استقبال کیا۔ ناشتہ سے قبل غلام مرتضٰی صاحب کی خواہش کے مطابق ذکر کا ایک مختصر سا پروگرام ہوا بابا جان نے دعا فرمائی۔ ناشتہ کا دور چلا جو نہایت پرلطف اور لذیذ تھا۔ ناشتہ کے بعد بابا جان نے سب بھائیوں سے الوداعی ملاقات کی طارق صاحب بابا جان اور احمد رضا صاحب کو اپنی گاڑی میں لے کر سواں اڈا کی طرف روانہ ہوگئے۔ احمد رضا صاحب نے گوجرانوالہ پہنچ کر خیریت کا پیغام بھیجا۔

شیخ سلسلہ قبلہ محمد یعقوب صاحب کا سالانہ تبلیغی دورہ ملتان

(فیصل خان)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے لئے روزِ ازل سے ہی پیغمبروں اور رسولوں کی صورت میں انتظام کر دیا تھا بلکہ پہلا انسان حضرت آدمؑ جن کو زمین پر بھیجا گیا وہ ایک پیغمبر تھے۔حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ نے سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ مگر انسانوں اور خاص طور پر مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے کوئی ایسا ذریعہ ہونا چاہیے تھا جو لوگوں کو دین اور حکمت سکھاتا اور سیدھے راستے پر رہنے کی تلقین کرتا تو یہ ذمہ داری اولیاء کے حصے میں آئی جن کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ میرے دین کے وارث ہیں۔

اسی مشن کو آگے لے کر جانے کا بیڑا اٹھاتے ہوئے ایک سچے صوفی اور عارف باللہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی بنیاد رکھی۔قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے اپنی شبانہ روز محنت سے سلسلہ کو مزید وسعت دی۔جناب محمد یعقوب صاحب جو موجودہ شیخ سلسلہ ہیں آپ نے اس مشن کا آغاز شاندار طریقے سے کیا۔جناب محمد یعقوب صاحب کا یہ شیخ سلسلہ کی حیثیت سے ملتان کا تیسرا تبلیغی دورہ تھا۔

آپ مورخہ 06-11-2015 کو بروز جمعة المبارک سہ پہر ملتان پہنچے۔ ڈائیو ٹرمینل پر بزرگ بھائی محمد امین شاہ صاحب نے دیگر بھائیوں کے ہمراہ باباجی کو ریسیو کیا۔ گوجرانوالا کے بھائی محمد ریاض صاحب بھی باباجی کے ہمراہ تھے۔محمد امین شاہ صاحب کے گھر پہنچ کر باباجی نے بھائیوں سے فرداً فرداً ملاقات کی اور سب کی خیریت دریافت کی۔اس کے بعد تمام بھائی باباجی کے آرام کو مدِنظر رکھتے ہوئے اجازت لیکر چلے گئے اور باباجی نے بعد از طعام قیلولہ فرمایا۔عصر کی نماز کے بعد بھائی دوبارہ آنا شروع ہو گئے۔گپ شپ ہوتی رہی اور آذانِ مغرب فضاؤں میں گونجنے لگی۔مغرب کی نماز کے بعد حلقہ ذکر کا پروگرام تھا۔بھائی کثیر تعداد میں

جمع ہو گئے ۔ملتان کے بھائی اور مجاز خالد محمود بخاری صاحب اور خادمان حلقہ راقم الحروف اور محمد قاسم بابا جی کے دائیں اور بائیں بیٹھ گئے ۔ نئے بھائیوں کو دیکھتے ہوئے بابا جی سے درخواست کی گئی کہ ذکر کے طریقے اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے تعارف کو پیش کیا جائے ۔

بابا جی نے بیان کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی نے آج تک تصوف کا سلیبس تحریری طور پر نہیں بنایا ۔کسی نے آج تک تصوف کا سلیبس تحریری طور پر نہیں بتایا ۔ ہمارے پیر صاحب نے ہمارا سلیبس ہمیں تحریر کر کے دے دیا ۔یہ ہے وہ سلیبس جس پر عمل کر کے آپ اللہ سے مل سکتے ہیں ۔طریقت توحیدیہ ہمارا آئین بھی ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی اس میں بتایا گیا ہے کہ ہمارے عقائد کیا ہیں ۔یہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے ۔اگر ہمیں سلسلہ توحیدیہ کا ممبر بننا ہے تو اس آئین پر عمل کرنا ہے ۔ہماری بنیادی تعلیم اخلاق کا تزکیہ کرنا ہے کوئی اس وقت تک بزرگ نہیں بن سکتا جب تک اس کا اخلاق ،اخلاق محمدی ﷺ سے مطابقت نہیں رکھتا ۔اس کے بغیر بزرگی کا دعویٰ غلط ہے ۔اخلاق محمدی ﷺ یہ ہے کہ گالیاں سن کر دعائیں دو ۔آپ ﷺ تشریف فرما تھے اصحاب کبار بھی موجود تھے ۔ایک یہودی آیا اور آپ سے درشتگی کے ساتھ قرض کا مطالبہ کیا اور کہنے لگا کہ میرا قرض واپس کرو ۔اہل قریش قرض کی واپسی میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں ۔حضرت عمر فاروقؓ نے تلوار نیام سے نکالی تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور کہا کہ میں نے تم کو یہ نہیں بتایا کہ کوئی شخص مجھ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرے اور تم تلوار نکال لو ۔حالانکہ ابھی قرض کی واپسی میں تین دن باقی تھے ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جائیں اور ان کا پیسہ واپس دے دیں اور بیس کھجوریں فالتو بھی دے دیں ۔وہ یہودی اسی وقت بیٹھا اور کہنے لگا کہ باقی ساری خوبیاں جو ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں وہ میں نے آپ ﷺ میں دیکھ لی ہیں یہ ایک خوبی باقی تھی جو آج دیکھ لی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ۔ یہ تھا اخلاق محمدی ۔آپ جو سلسلہ توحیدیہ میں آگئے ہیں اور سودا ہو گیا ہے تو اس میں تبدیلی نہیں ہو گی ۔آپ عمل کریں اپنے اندر تبدیلی لائیں ۔اخلاق اچھا کریں ، سچ بولیں ،وعدہ خلافی سے بچیں امانت میں خیانت نہ کریں۔

امانت صرف یہ نہیں کہ آپ کے پاس کسی نے کوئی رقم رکھی اور چیز رکھی تو ویسے ہی واپس کریں بلکہ اگر کسی نے کوئی بات کی اور کہہ دیا کہ کسی اور کو پتہ نہ لگے تو یہ بھی امانت ہے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ کسی کا راز آپ کے پاس آجائے تو اسے ایسے بھول جاؤ جیسے لوہا دریا میں چلا جاتا ہے اور پھر واپس نہیں آتا۔اسی طرح وعدہ کم سے کم کرو۔اگر کرلو تو زبان تو کٹ سکتی ہے جان تو جا سکتی ہے مگر وعدہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔یہ منافقین کی علامات ہیں کہ امانت میں بد دیانتی کرتے ہیں وعدہ خلافی کرتے ہیں اور بات کریں تو جھوٹ بولتے ہیں۔

اس کے بعد بابا جی نے ذکر کا طریقہ بتایا۔بڑے پریم سے سب نے حلقۂ ذکر کیا۔ذکر کے بعد سب بھائی مسجد میں نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے چلے گئے۔نماز کے بعد توحیدی لنگر کا انتظام تھا۔اس کے بعد بھائیوں نے بابا جی کو پھر بٹھالیا اور پیار کی محفل سج گئی۔بابا جی نے حلقے کی تنظیم کے حوالے سے بھائیوں کو ہدایات اور عمل کا درس دیا،رات کافی ہو چکی تھی۔بھائی اجازت لے کر گھروں کو روانہ ہوئے۔اگلے روز صبح ناشتے کے بعد بابا جی محمد قاسم صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔بھائی وہاں جمع تھے۔نئے لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔بابا جی نے اخلاقیات کے موضوع پر ایمان افروز گفتگو فرمائی۔بھائیوں کی آنکھیں چھلک گئیں۔ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے بابا جی ہر ایک کی اصلاح کیلئے اس کے اندر موجود خامیاں اجاگر کر رہے ہیں تا کہ سب اپنی اصلاح کرلیں۔بعد نماز عصر بابا جی دین پور چلے گئے۔حلقۂ ذکر بعد نماز مغرب ہونا تھا ذکر سے پہلے بابا جی نے حضور ﷺ کی سنت کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ طائف کے موقع پر جب آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے تو جبرائیل آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ ملک الجبل تھا پوچھا کہ اگر آپ حکم دیں تو طائف کی وادی کو دونوں اطراف سے پہاڑوں میں دبا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا میں تو چاہتا ہوں کہ یہ مسلمان ہو جائیں۔یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔ایک خاتون روزانہ جب آپ ﷺ حرم جاتے تھے تو آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تھی ایک دن اس نے کوڑا نہیں پھینکا تو آپ ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا تم لوگ ٹھیک ہو۔انہوں نے

کہا کیوں کیا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ روزانہ مجھ پر کوڑا پھینکتے تھے آج نہیں پھینکا میں سمجھا آپ بیمار ہیں۔

پھر بابا جی نے فرمایا کہ ایسی سنتوں پر عمل کرو۔ زمین بن جاؤ۔ زمین کو کھودو، اچھلو کودو، ناچو جو مرضی کرو تو زمین خاموشی سے کچھ نہیں کہتی۔ ہماری کوشش ہے کہ آپ بالکل ایسے بن جائیں۔ اللہ کے سامنے بالکل جھک جائیں۔ اس کے لئے ہم کہتے ہیں غصہ بالکل مت کرو۔ غصہ ختم کرو نفرت کا ہمیں کوئی حق ہی نہیں ہے۔ نفرت ہم اللہ کی کسی مخلوق سے ہی کرتے ہیں ناں۔ ہمیں شرم آنی چاہیے کہ جس اللہ سے ہم پیار کا دعویٰ کرتے ہیں اس کی مخلوق سے نفرت کریں لاحول و لاقوۃ عالمگیر محبت کرو۔ آپ پڑوس سے رشتے داروں سے سب سے مسکرا کر ملیں۔ آپ سے قولاً فعلاً کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے ان کو تکلیف یا نقصان پہنچے۔ کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکلے جس سے ان کو رنج یا تکلیف ہو۔ جب بولیں اچھا بولیں مسکرا کر بولیں اور جب کوئی خدمت کا موقع آئے تو آپ کر سکتے ہیں تو کریں۔ انسان جو اللہ کی بہت پیاری مخلوق ہے اس کے ساتھ محبت کریں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ سچ کہیں اور سچ کریں۔ سچ یہ کرنا ہے کہ اگر کوئی غلط کام کر رہا ہے تو اسے روکنا ہے کہ یہ مت کرو۔ جب سچائی اور محبت میں مقابلہ آجائے تو حق کا ساتھ دینا ہے۔ اللہ کا ساتھ دینا ہے۔

محبت اور صداقت پر عمل کرو اور غصہ اور نفرت کو چھوڑ دو یہ ہے ہمارا مجاہدہ۔ غیبت نہیں کرنی چاہیے اور غیبت سے بھی بڑا گناہ بہتان ہے۔ اسی طرح بدگمانی اور کسی ٹوہ میں رہنا بھی گناہ ہے۔ یہ اخلاقی کمزوریاں اپنی ایک ایک کر کے کنٹرول کرتے جائیں۔ جب یہ اخلاقی کمزوریاں آپ کے اندر ختم ہوگئیں تو اس کا ماحصل خود بخود آپ کے اندر آتا جائے گا اور آپ کا دل چمک اٹھے گا۔ ریاض بھائی کے حلقہ فنڈ کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ کی تعلیم کے فروغ کیلئے اللہ کے نام پر حلقہ فنڈ صرف سلسلہ سے منسلک بھائیوں سے لیا جاتا ہے۔ یہ خادم حلقہ کی ڈیوٹی ہے۔

خوش اخلاقی سے پیش آنے سے ہی انسان ولی الرحمٰن بنتا ہے ۔حضورﷺ نے فرمایا مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے ۔فرمایا کہ اپنے اندر سے تمام برائیوں کو نکال دیں اور تمام اچھائیوں یا نیکیوں کو امکانی حد تک اختیار کر لیں ۔یہی بزرگی ہے ۔آج کل باہر نکلیں تو قدم قدم پر برائیوں سے پالا پڑتا ہے ۔آپ کی آنکھیں محفوظ نہیں ہیں آپ کی زبان محفوظ نہیں ہے جب تک کہ آپ کو ان پر کنٹرول نہ ہو۔

نیک لوگوں سے یا ولی اللہ یہی لوگ ہیں جو اپنے لئے اور اپنے مطابقین کے لئے بھلائیاں کرتے ہیں ۔بھلائیوں کو اختیار کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگیں ۔دین کے معاملے میں بحث نہ کریں ۔

اس کے بعد حلقہ ذکر ہوا بعد نماز عشاء طعام کا انتظام تھا ۔اس کے بعد بھائیوں نے بابا جی سے سوالات پوچھے ایک بھائی نے سوال کیا کہ ہماری تبلیغ اور رائیونڈ والوں کی تبلیغ میں کیا فرق ہے ۔آپ نے فرمایا کہ دونوں بھلائی کا کام کر رہے ہیں ۔فرق یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کر لو اور اچھے مسلمان اور مومن بن جاؤ پھر دوسروں کی اصلاح کا کام شروع کرو ۔

ایک بھائی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہﷺ کہنا ٹھیک ہے ۔آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی تعلیم قرآن اور سنت کے عین مطابق ہے تو حیدی بھائی اس قسم کی باتوں میں نہیں پڑتے ۔دین کے معاملے میں بحث مت کریں ۔ہمارے عقائد آپ لوگوں کو معلوم ہیں ۔پوچھا گیا کہ جو ذکر شروع کرنے کے بعد روشنی اور نور کے فلیشز نظر آتے ہیں کیا ان سے اللہ کا تصور کیا جا سکتا ہے بابا جی نے فرمایا کہ یہ تمام صفاتی تجلیات ہیں ۔ہاں ان سے اللہ کا تصور کیا جا سکتا ہے ۔اللہ قرآن میں خود فرماتا ہے کہ اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے ۔اللّٰہ نُور السَّمٰوٰتِ وَ الارض ۔ پھر فرمانے لگے کہ

وہ پردہ نشیں پردہ ہر شے میں مکیں ہے
ڈھونڈو تو کہیں بھی نہیں دیکھیں تو یہیں ہے

اس نشست کے بعد بابا جی آرام کے لئے چلے گئے۔ اگلے دن صبح ناشتے کا انتظام بھائی کاشف سجاد کے گھر پر تھا۔ اس کے بعد دین پور میں مدرسہ تعمیر ملت پر خواتین سے بابا جی کے بیان کا وقت مقرر تھا۔ لیڈ ریڈیشن 2 گھنٹے جاری رہا۔ دوپہر کو بھائی محمد اکرم نے کھانے کیلئے اپنے گھر پر بھائیوں کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ عصر وہیں ہوگئی۔ اس کے بعد بابا جی راقم الحروف کے گھر تشریف لے آئے نماز مغرب کے بعد بھائی آنا شروع ہو گئے۔ گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ قوت خیال کے بارے میں بابا جی نے بتایا کہ بزرگ لوگوں کے خیال میں بڑی قوت ہوتی ہے۔ اگر کسی کے بارے میں غلط خیال آجائے تو اسکا نقصان ہو جاتا ہے۔ اچھا خیال آجائے تو فائدہ ہوسکتا ہے۔ ایسے بزرگ لوگوں کو بڑا احتاط رہنا پڑتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کے بارے میں سوال کیا گیا تو بابا جی نے بتایا کہ علامہ ہمارے حلقہ ذکر میں آجاتے ہیں۔ نیک روحیں برزخ سے ماڈی عالم میں واپس آسکتی ہیں اور اپنے مقام محمود تک عالم بالا میں بھی جا سکتی ہیں۔ اللہ نے ان کو یہ طاقت دی ہوئی ہے۔ شجرہ شریف کو پڑھنے کے متعلق بابا جی نے تلفظ کی اصلاح کی۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ بابا جی آرام کے لئے چلے گئے۔ صبح ناشتے کے بعد عبداللہ شاہ بابا جی کو لینے آئے ہوئے تھے اور بابا جی سوڑی کیلئے روانہ ہو گئے۔ دوران قیام کے بعد آپ شجاع آباد آگئے۔ شجاع آباد میں عابد کبیر صاحب کے گھر پر حلقہ ذکر ہوا جس میں کثیر تعداد میں بھائیوں نے شرکت کی۔ دو پرانے بھائیوں نے تجدید بیعت بھی کی۔

اگلی صبح راقم الحروف بابا جی کو شجاع آباد سے لے کر ملتان آ گیا۔ حافظ عبدالکریم صاحب کے گھر بعد نماز عصر لیڈ ریڈیشن ہوا۔ اور بعد نماز مغرب حلقہ ذکر کا پروگرام تھا۔ نئے بھائیوں نے اس میں شرکت کی جن کا تعارف بابا جی سے کرایا گیا۔ بابا جی نے غصہ اور نفرت کی نفی کے بارے میں سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اللہ کے پیار والی بات کا ذکر چھڑ گیا۔ بابا جی نے ایک شعر سنایا

میری طرح خدا کرے کسی پے آئے تیرا دل
میری طرح جگر کو تھام کر تو بھی کہتا پھرے کہ ہائے دل

ذکر کے بعد بابا جی آرام کے لئے امین شاہ صاحب کے گھر چلے گئے ۔اگلے روز فتح پور کے بھائی ندیم صاحب اور بھائی طاہر صاحب بابا جی کو لینے آ گئے ۔سب کے دل اداس تھے میرا دل چاہ رہا تھا کہ بابا جی کے ساتھ فتح پور چلا جاؤں ۔کیونکہ کوجرانوالا سے بابا جی کے ساتھ آئے ہوئے بھائی ریاض صاحب کی بیٹی کی خوشدامن کی وفات کی وجہ سے گذشتہ رات واپس جا چکے تھے ۔سب نے نم آنکھوں کے ساتھ بابا جی کو روانہ کیا۔مگر دل بے چین تھا راقم الحروف نے قاسم بھائی، فہد بھائی ،سعید بھائی اور حافظ عبدالکریم صاحب کے ساتھ رابطہ کیا اور اگلے دن ہم پانچوں بابا جی کے پاس فتح پور پہنچ گئے ۔بابا جی نے خوب پلائی (روحانی فیض دیا) بڑا مزا آیا۔ فتح پور میں ندیم صاحب کے گھر پر حلقہ ذکر تھا ۔ذکر کے بعد بابا جی سے بات چیت شروع ہوئی ۔ ایک بھائی نے پاکستان کے مستقبل کے بارے میں سوال کیا ۔بابا جی نے جوابا کہا کہ عنقریب پاکستان کے حالات سنور جائیں گےاور بڑی بڑی طاقتیں بھی پاکستان کو اپنے اہم فیصلوں میں شامل کریں گی پاکستان ٹھیک ہو جائے گا آپ نے کہا کہ ہم آج تک ایک قوم نہیں بن سکے ۔اس کی وجہ ہے کہ ہم اچھے استاد نہیں بنا سکے ۔جب تک سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اچھے استاد نہیں ہوں گے ہم اچھی قوم نہیں بن سکتے ۔

ایک بھائی کے پل صراط کے بارے میں سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ آپ سب لوگ پل صراط کراس کر چکے ہیں ۔قبلہ انصاری صاحب کا حکم تھا تمام مجازین کو کہ کسی بھی بھائی کو بیعت کرنے سے پہلے اس کا ناسوت طے کرا دیں ۔آپ لوگوں پر اللہ کا کرم ہے ۔یہ معمولی بات نہیں ۔چینل کے بدلتے ہی (مرتے ہی) آپ کی روحیں مقام محمود پر چلی جائیں گی ۔ گفتگو کے بعد ہم ملتان والے بھائی بابا جی کے ساتھ ایک کمرے میں سو گئے ۔بابا جی نصف رات کو اٹھ گئے اور طویل وقت نوافل میں گزارا ۔ناشتے کے بعد بابا جی ہمارے ساتھ چوک اعظم تشریف لے آئے ۔چوک اعظم میں پروفیسر شبیر شاہد صاحب کے ہاں قیام کیا گیا ۔خوب محفل جمی ۔ گپ شپ کے بعد سیب اور کیلے اکرام کے لئے پیش کئے گئے ۔فروٹ کی بھری ہوئی پلیٹ

پروفیسر شبیر شاہد صاحب کے آگے رکھی گئی تو وہ بولے اتنا زیادہ فروٹ میرے آگے کیوں رکھ دیا ہے
تو باباجی نے ازراہ مزاح فرمایا کہ "حصہ بقدر جثہ" اس بات پر سب بھائی کھل کر ہنسنے لگے۔

بھائی کے سوال پر کہ احادیث کے مجموعات کس طرح مرتب ہوئے تو باباجی نے فرمایا کہ صحاح ستہ کو مرتب کرنے میں تمام لوگوں نے بڑی احتیاط سے کام لیا۔ دور دراز کا سفر کیا۔ ایک ایک حدیث سند کے ساتھ مرتب کی گئی۔ اس میں سب سے بڑا کام ابو اسمٰعیل بخاری نے صحیح بخاری کی صورت میں کیا۔ گفتگو کے بعد باباجی حلقہ مستورات میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کا کھانا بھائی مبشر صاحب کے گھر پر تھا۔ ہم نے کھانے کے بعد باباجی سے واپسی ملتان کی اجازت لی۔ بعد نماز مغرب حلقہ ذکر ہوا۔ باباجی نے سلسلہ کا تعارف پیش کیا۔ بتایا کہ اس کی بنیاد خالصتاً توحید پر رکھی گئی ہے۔ یہ سلسلہ خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ حلقہ ذکر کے بعد دو نئے طالب باباجی سے بیعت ہوئے روایت کے مطابق مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اگلی صبح باباجی شاہد بھائی کیساتھ فیصل آباد روانہ ہوگئے۔

باباجی کا یہ دورہ کچھ معمول سے ہٹ کر تھا۔ اس میں آپ نے سلسلہ کے بھائیوں کے اندر عزم نو اور نیا ولولہ پیدا کیا توحیدی مئے خوب لٹائی ایسے محسوس ہوتا رہا جیسے قبلہ انصاری صاحب اور قبلہ ڈار صاحب بھی بابا یعقوب صاحب کے ساتھ ساتھ ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر بھائیوں کو ان کی خامیاں اجاگر کیں اور اخلاق کو اخلاق محمدی ﷺ لانے پر زور دیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے اولاد اور بیماریوں کے لئے دعا اور پانی پر دم کروایا۔ اللہ ان کا سایہ ہمارے سروں پر سدا رکھے اور ہمیں ان کی تعلیم کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اصلاحِ باطن (کام چوری سے پرہیز)

〈حافظ محمد ہارون〉

اسلامی شریعت میں خیانت بہت بڑا اور بہت برا جرم ہے، خیانت میں جھوٹ اور بے ایمانی، دھوکہ دہی ،فریب اور دغابازی سارے رزائل شامل ہیں، سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں، ایک انسان کا جو حق دوسرے انسان کے ذمے واجب ہو اس کے ادا کرنے میں ایمانداری نہ برتنا بددیانتی اور خیانت ہے، عام طور پر لوگ خیانت کو محض اس معنی تک محدود سمجھتے ہیں کہ اگر ایک کی چیز دوسرے کے پاس امانت ہو اور وہ اس میں بے جا تصرف کرتا ہو یا مانگنے پر واپس نہ کرتا ہو تو یہ کھلی خیانت ہے، بے شک یہ کھلی ہوئی خیانت ہے لیکن خیانت کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے مثلاً کسی کی کوئی چھپی ہوئی بات کسی دوسرے کو معلوم ہو یا کسی دوسرے پر بھروسہ کر کے کوئی اپنا بھید اس کو بتائے تو اس کا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت ہے، اسی طرح جو کام کسی کے سپرد ہو اس کو وہ دیانت داری کے ساتھ انجام نہ دے تو یہ بھی بڑی خیانت ہے، اس طرح عام مسلمانوں کے خلاف یا قومی اور ملی مفاد کے خلاف اقدام اٹھانا بھی ملت سے بددیانتی ہے، دوست ہو کر دوستی نہ نبھانا بھی خیانت ہے بیوی میاں کی وفاداری نہ کرے، یہ بھی خیانت ہے، دل میں کچھ رکھنا اور زبان سے کچھ کہنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا یہ بھی خیانت ہے۔

اسلام کی شریعت میں ساری خیانتیں یکساں ممنوع ہیں، سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر بدیانتی کرو۔

اور کام چوری ایک بدترین قسم کی خیانت ہے، کام چوری کی خیانت میں جھوٹ اور

چوری کی برائیاں شامل ہیں دھوکہ اور فریب کا عنصر پنہاں ہے اور قومی اور ملی مفاد کے خلاف کام کرنے کے مترادف ہے، ان تمام برائیوں کے ساتھ ایک بہت تکلیف دہ برائی یہ ہے کہ کام چوری کے ذریعے سے جو رزق حاصل کیا جائے گا اسے اکل حلال نہیں کہا جاسکتا اور اکل حلال کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ اگر حلال رزق نہ کھایا جائے تو نہ عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ ایسے آدمی کی دعا مقبول بارگاہ ہوسکتی ہے،عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ حرام مال کھائے، پھر اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِراہ بنے گا۔سورۃ قصص میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت موسیٰ نے حضرت شعیبؑ کی بکریوں کو پانی پلادیا اور حضرت شعیبؑ کی بیٹی نے باپ سے کہا کہ بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھنا چاہتے ہیں، جو مضبوط بھی ہو اور دیانت دار بھی۔

قرآن حکیم میں لفظ ''امین'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی ایمان دار اور دیانت دار کے ہیں، یعنی ملازم کیلئے اہم ترین شرط یہ بھی ہے کہ وہ خیانت نہ کرتا ہو یعنی کام چور نہ ہو، کیونکہ ملازم کی خیانت یہی ہے کہ وہ وقت مقررہ کے اندر ایمانداری اور محنت کے ساتھ کام نہ کرے، اگر وہ ارادتاً کاہلی اور سستی کرتا ہے یا کام کو پورا نہیں کرتا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں بدترین خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔

حضرت نبی اکرم و نورِ مجسم ﷺ جن بری باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک خیانت بھی ہے، ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ راست گو سوداگروں کو قیامت میں صدیقوں اور

شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ یہاں راست گواس لئے لگائی گئی کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو خیانت کا مرتکب ہوگا اور عذاب کا مستحق ہو جائے گا، اسی طرح آنحضرت ﷺ نے محنت مزدوری کے ذریعے سے کسب معاش کو حلال ترین چیز فرمایا لیکن اس شرط کے ساتھ کے کام چوری نہ کی جائے، اگر محنت مزدوری میں کام چوری کی جائے یہ رزق حلال کی بجائے حرام ہو جائے گا اور خیانت کا جرم بھی ثابت ہو جائے گا کام چوری کا مطلب یہ ہے کہ مقررہ وقت میں اور قبول کردہ اور مقررہ اجرت میں اتنا کام نہ کیا جائے جتنا کہ کرنا چاہیے یا پورا وقت کام نہ کیا جائے یا کام میں سستی یا کاہلی برتی جائے ایسی تمام صورتوں میں مقررہ اجرت جو مقررہ وقت کیلئے اور اندازاً معینہ کام کیلئے ادا کی جائے وہ وصول کر لی جائے اور کام پورا نہ کیا جائے تو یقینی طور پر یہ خیانت کی ایسی بری شکل ہے کہ اس سے وصول کردہ اجرت ناجائز سمجھی جائے گی اور اس طرح رزق حرام ہوگا۔

خیانت کی کراہت کا اندازہ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے بھی واضح ہو جاتا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن خیانت کا نہیں ہے، آپ نے فرمایا کے قیامت کے دن بندہ کو لایا جائے گا اگر چہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہو اور کہا جائے گا کہ تم امانت لاؤ اور ادا کرو۔ وہ کہے گا اے اللہ اب کیسے لاؤں؟ کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے ہاویہ میں لے جاؤ۔

یہ بات صاف ہے کہ صلوٰۃ امانت ہے، وضو امانت ہے، تول بھی امانت ہے، ناپ بھی امانت ہے اور ایمانداری اور محنت کے ساتھ کام کرنا بھی امانت ہے، اگر کوئی کام کرنے والا پیداوار کی مقررہ یا معینہ مقدار اپنی کام چوری کی وجہ سے دے نہیں سکتا اس کی مثال ایسی ہے کہ اس نے امانت پوری پوری واپس نہیں کی اور خیانت کا مجرم ہوا اور اس نے اجرت پوری وصول کی یعنی کم کام کرنے کیلئے زیادہ اجرت وصول کی اور خیانت کے ساتھ عہد پورا نہ کرنے کا مجرم بھی ہوا اور

جو رزق حاصل کیا اس میں حرام کا عنصر شامل کر لیا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ''۔ یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں ہر اس مال کو حرام بتایا ہے جو کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو، کام چوری میں بھی کم کام کر کے زیادہ اجرت وصول کرنا شامل ہے جو یقیناً ناجائز ہے۔

پاکستان میں اخلاق و آداب میں موجودہ انحطاط درحقیقت اسی وجہ سے ہے کہ حقوق و فرائض میں عدم توازن پایا جاتا ہے۔ قول و فعل میں تضاد ہے اور عام انسان جھوٹ اور سچ میں تمیز نہیں کر رہا ہے، یہ چیزیں اسلامی معاشرے کے لئے سازگار نہیں ہیں اور ان کی موجودگی کی وجہ سے ہم مجموعی طور پر بڑی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔

ہماری یہ ذہنی و فکری، جسمانی اور روحانی، مالی و اقتصادی، معاشی و معاشرتی پریشانیاں ہرگز اس وقت تک رفع نہیں ہوں گی جب تک ہم پاکستان میں شریعتِ اسلامی کو اختیار نہ کریں گے، انسان کا شرف اور امتیاز اس وقت تک قائم نہ ہوگا جب تک قرآن و سنت کو رہنما نہیں بنائیں گے اور جب انسان کی عزت و احترام اور اس کا شرف قائم ہو جائے گا تو پاکستان سے بلاشبہ ساری برائیاں بھی دور ہو جائیں گی۔ حضرت عمرو بن عبسہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان نام ہے صبر و استقامت کا یعنی ایمان یہ ہے کہ انسان اللہ کی راہ اپنے لئے پسند کرے اور اس راہ میں جو مشکل آئے اسے برداشت کرے اور اللہ کے سہارے آگے بڑھتا جائے، نیز انسان اپنی کمائی اللہ کے محتاج اور بے سہارا بندوں پر اللہ کی خوشنودی کیلئے خرچ کر کے خوشی محسوس کرے یہ ہے صبر و استقامت۔

آیئے! ہم دست دعا دراز کریں، اے اللہ امتِ مسلمہ پر اپنا رحم فرما اور اس کو کام چوری اور خیانت کے عذاب سے بچا اور اس کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

مفلسی اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے

(حمید اللّٰہ حمیدی)

زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ انمول نعمت ہے۔اس نے انسان کے زندہ رہنے کیلئے بیش بہا،خوش نما،طیب ونفیس نعمتیں پیدا کیں پھران راتوں اورنعمتوں کواپنے حکیمانہ فیصلوں کے مطابق انسانوں میں تقسیم کیا ہے۔کسی کا دامن لبریز کردیاتو کوئی تہی دامن رہا۔کوئی شاندار محل میں مکیں ہےتو کوئی خستہ جھونپڑی میں بوریہ نشیں ہے۔کسی کے لئے عیش ونشاط کے سب سامان ہیں تو کوئی روٹی کے ٹکڑوں کیلئے پریشان ہے۔یہ نظامِ معیشت اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔وہ خالق ہے، مالک ہےاور رقادر ہے۔

یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ہر بندہ خواہ وہ امیر ہے یا مفلس،ایک ایک آزمائش میں ہے۔کسی کومال و دولت،عزت وعظمت دے کراس کی آزمائش کی جاتی ہے کہ وہ دولت کیسے خرچ کرتا ہے۔دوسرے انسانوں سے کیاسلوک روارکھتاہے۔رب کااس کی عطا کردہ نعمتوں کیلئے شکر گزار بندہ بنتا ہے کہ نہیں۔اسی طرح کسی کوتنگ دستی میں مبتلا کر کے اس کے جذبۂ صبر ذکر اور استقامت وقناعت کاامتحان لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:۔ ’’اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، بھوک، جان ومال کے نقصان سےاور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گےاور خوش خبری ان لوگوں کودے دیجئے جومصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں۔‘‘

کافر اور جاہل لوگوں کا یہ خیال باطل ہے کہ خوش حال اور امیر لوگ اللہ کے محبوب بندے ہوتے ہیں اسی لئے ان کو بے بہا مال و دولت سے نوازتا ہےاور غریب اللہ کے مغضوب لوگ ہوتے ہیں اسی لئے وہ زندگی کی خوشی اورعزت دینے والی نعمتوں سے محروم رکھتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:۔ ’’مگرانسان کا یہ حال ہے کہ اس کا رب جب اس کوآزمائش میں ڈالتا ہے، اسے عزت ونعمت دیتا ہےتو انسان کہتا ہے کہ میرے رب نے میری عزت بنائی ہےاور جب وہ

اس کو دوسرے طریقے سے آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ پروردگار نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔"

خوش حالی اور بدحالی اللہ کی محبت یا ناراضگی کا معیار نہیں بلکہ یہ تو آزمائش کی گھڑی ہے۔

معاشی خوش حالی میں یہ فخر کرنا کہ یہ مال و دولت، شان و شوکت اپنی ہمت، محنت اور ذہانت کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے، ناشکرے پن، تکبر اور جہالت کی علامت ہے۔ دوسری جانب مفلسی، بے روزگاری، تجارتی خسارے یا ملازمت کے کھو جانے کے غم میں صبر کا دامن چھوڑ دینا، مایوسی اور خوف میں مبتلا ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھنا، ایمان کی کمزوری اور حکمتِ الٰہی سے انکار ہے۔ مصائب کے ان لمحات میں صبر و ثبات کا پیکر بن کر نماز، دعا اور امید کی روشنی سے قوت و حوصلہ حاصل کریں۔ دُکھ کے یہ چند دن بھی گزر جائیں گے۔ صبر کرنے والوں کو اجر و انعامات کے لامحدود خزانے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ: "صبر کرنے والوں کو پورا پورا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔"

اور ارشادِ رسول ﷺ ہے کہ:-

"مومن کا معاملہ بھی خوب ہے، وہ جس حال میں ہوتا ہے بھلائی ہی سمیٹتا ہے۔ اگر وہ دکھ، بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے، اور آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ خوشحالی اس کے لئے خیر کا سبب بنتی ہے۔" (مسلم)

مصیبت زدہ انسان پر اللہ کی نظرِ کرم رہتی ہے۔ جب مومن کسی دکھ میں گرفتار ہوتا ہے، جب اس کے جسم و جاں پر کوئی چوٹ لگتی ہے تو پھر اسے اللہ کی نعمتوں کا احساس و ادراک ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور تکالیف کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتا ہے۔

فرمانِ رسول کریم ﷺ ہے کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے (دین و دنیا میں) بھلائی چاہتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

''جو لوگ مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔''

''صبر کرنے والے کی مشکلات و آلام اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔''

دانش مندی اور ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر حالت اور ہر لمحہ اللہ سے رابطہ استوار کیا جائے۔ حالات ہر وقت ایک جیسے نہیں رہتے۔ انسان پر کٹھن مرحلے بھی آتے ہیں۔ آج گرفتارِ بلا ہیں تو کل فرحت و کامیابی کی صبح بھی ضرور طلوع ہوگی۔ اندھیری راتوں چاند کی چاندنی بھی چمکے گی۔

اللہ کے رسول ﷺ کا یہ روح پرور فرمان ہے کہ:-

''اللہ کو یاد رکھو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے۔''

''خوشحالی کے زمانے میں اللہ سے تعلق پیدا کرو، مصیبت کے وقت کام آئے گا۔''

''یاد رکھو! صبر کرو گے تو تمہاری مدد کی جائے گی۔''

''مصیبت کے بعد کشائش و راحت ہوتی ہے۔''

''مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے۔''

کوئی انسان بھی غم و آلام اور تکلیف سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس پر طرح طرح کی آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔ بیماری، تجارتی خسارے اور ذہنی و جسمانی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن سب سے کٹھن مرحلہ اور ایمان شکن آزمائش مفلسی، بے روزگاری اور فقر و فاقہ ہے۔ اکثر لوگ ان صبر آزما حالات میں عقل و صبر کا دامن چھوڑ کر روحانی کرب اور مایوسی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہر امتحان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی مصائب سے نجات دیتا ہے لیکن اپنی ذات، کردار و اعمال کا بھی محاسبہ کریں۔ اپنے معاملات، کاروبارِ حیات کا جائزہ لے کر اصلاح بھی کریں۔ کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے:-

''تم پر جو مصیبت آتی ہے تمہارے ہاتھوں کمائی سے آتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:-

''نیکی کا خزانہ مصیبتوں کو چھپانے میں ہے۔جس نے اپنے مصائب کو ظاہر کر دیا اس نے صبر نہیں کیا۔''

رسولِ مبین ﷺ نے فقر و فاقہ، کاہلی اور قرض کی آزمائش سے بچنے کیلئے یہ جامع دعا سکھائی ہے:

ترجمہ:۔ ''اے اللہ! تو ہی اوّل ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں ۔تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں ۔ میں ہر جاندار کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں سستی اور کاہلی سے،قبر کے عذاب سے مالداری کے فتنہ سے اور فقر و فاقہ کی آزمائش سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ گاری اور قرض داری سے۔''

رزق رساں صرف اللہ ہی ہے

کسی شخص نے ایک بزرگ سے درخواست کرتے ہوئے کہا:۔ ''حضرت! مجھے رزق حاصل کرنے کا کوئی وظیفہ سکھادیں ۔بزرگ نے ایمان افروز جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''تم رزق چاہتے ہو...............تو اپنے رازقِ حقیقی کو تلاش کرو۔''

حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم رازقِ صادق ربّ العالمین کو فراموش کر چکے ہیں ۔ ہمارے دل طرح طرح کے اندیشوں، مایوسیوں اور خوف میں مبتلا رہتے ہیں ۔ہمیں اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت اور اس کی ان گنت عطاؤں پر بھروسہ نہیں رہا۔جبکہ آسمان میں اڑنے والے طیور، زمین پر رینگنے والے کیڑوں، دھرتی پر بسنے والے بندوں، سمندر کے پانیوں میں تیرنے والی مچھلیوں، جنگل و صحرا کے مکینوں اور درندوں کا رزق رساں صرف اللہ ہی ہے جو ملحدوں اور کافروں کو بھی رزق سے کیوں محروم رکھے گا۔

یاد رکھیں !اس دنیا میں رزق دینے والا نہ کوئی وزیر ہے نہ امیر ۔نہ شہنشاہ نہ کوئی رئیس اور نہ کوئی شیخ نہ جاگیردار۔اگر دولت مند لوگ رزق رساں ہوتے تو شاید ہوا کی قیمت بھی وصول کرتے ۔ یہ خود عاجز و ناتواں انسان پانی کے ایک ایک قطرے، گندم کے ایک ایک دانے اور ایک ایک سانس کیلئے خالقِ کائنات کے در کے محتاج و سوالی ہیں ۔

فرمان الٰہی ہے کہ:- ''ان سے پوچھو! کون تم کو آسمان اور زمین میں رزق دیتا ہے۔''
''اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان غیروں کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے ان کی روزی کا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی انہیں روزی پیدا کرنے اور تقسیم کرنے کی طاقت ہے۔''(النحل)

شیخ عبدالقادرؒ جیلانی فرماتے ہیں:-

''مخلوق کو اللہ کا شریک بنا کر ان پر متوجہ ہونے والے! بھلا وہ تجھے کیا نفع دے سکتے ہیں؟ افسوس تجھ پر کہ تو اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ ساری مخلوق کمزور اور سراپا حاجت ہے۔ نہ ان کے ہاتھ میں نقصان ہے نہ نفع، نہ عطا ہے نہ منع، نفع و نقصان کے متعلق ان میں اور پتھر و جمادات میں کچھ فرق نہیں پھر ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا کس درجہ حماقت ہے؟ خوب سمجھ لے کہ بادشاہ ایک ہی ہے، نفع و نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے۔ روزی دینے والا ایک ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- ''تم نے اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کو صفاتِ الٰہیہ میں شریک قرار دے لیا ہے۔ دنیا کے رئیسوں امیروں کی طرف نظر جاتی ہے کہ یہ روزی بخشیں گے، مگر اللہ رزّاق کی طرف نظر نہیں جاتی کہ وہ بھی بلاواسطہ وسبب روزی دے سکتا ہے۔''

محسن انسانیت نبی کریم ﷺ کا روح پرور فرمان ہے:-

''اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو جیسا بھروسہ کرنے کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دے گا جیسے چڑیوں کو دیتا ہے جو صبح (اپنے آشیانوں سے) خالی پیٹ نکلتی ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس چلی جاتی ہیں۔''(ترمذی)

ربِّ کائنات کا ارشاد پاک ہے:-

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اس کیلئے (زندگی میں ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔''(الطلاق)

ربِّ کائنات نے اپنی ربوبیت اور رزاقی کا قرآن مجید میں بار بار ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

''کتنے ہی جانور ہیں جو رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تمہارا رزق بھی وہی دیتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے۔'' (العنکبوت)

''زمین پر چلنے والا کوئی ذی روح ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔'' (یونس)

''اللہ ہی تو ہے جس نے زمین و آسماں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعے سے تمہاری رزق رسانی کیلئے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کئے'' (ابراھیم)

''اور آسمان میں تمہاری روزی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' (ذاریات)

''اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔'' (بنی اسرائیل)

ہر انسان کیلئے آسمان سے رزق اترتا ہے زمین رزق اُگلتی ہے۔ رزق کے ان گنت اسباب اللہ نے پیدا کر رکھے ہیں اور ہوش مند محنتی لوگ ان سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرش و فرش کی ہر شے کا خالق اور قادر ہے۔ بارش کا ایک ایک پتہ، سورج کی ایک ایک کرن، ہوا کا ہر جھونکا اور ایک ایک نعمت پر اس کی قدرت اور ملکیت ہے۔ وہ انسان مجرم ہے جو اپنے ہی جیسے بندوں کو رزق رساں سمجھ لیتا ہے۔

حضرت عبدالقادرؒ جیلانی فرماتے ہیں:-

''جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ اللہ کے دروازے سے اندھا ہے۔ مسلمانوں کو ہر حال اور ہر آن میں اپنے ربّ سے رزق طلب کرنا چاہئے کیونکہ وہ غنی اور بندے محتاج۔ وہ حاکم، بندے محکوم، وہ بلند، بندے پست و مغلوب۔ انسان اپنے جیسے محتاجوں کی کیسے حاجت روائی کرسکتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:-

''جس شخص کو تنگ دستی (غریبی) لاحق ہو اور اسے دور کرنے کیلئے انسانوں کے پاس جائے تو ایسا شخص اس لائق ہے کہ اس کی ضرورت پوری نہ ہو اور جو اپنی ضرورت کو لے کر اللہ کے پاس جائے اور اس سے حاجت روائی کا طالب ہو تو اللہ سبحانہ تعالیٰ یا تو اس کو دنیا میں ''رزق'' دے گا

یا اپنے پاس بلا لے گا اور اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔''(مسند احمد)

حضرت علیؓ سے کسی نے سوال کیا!

''اگر کسی شخص کو ایک مکان میں بند کر کے دروازے بند کر دیئے جائیں تو اس کا رزق کیسے پہنچے گا۔آپؓ نے فرمایا! جہاں سے اس کی موت آئے گی۔''

حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں:۔

''نہ فکر کرو کہ کیا کھاؤ گے۔کیا پیو گے۔پرندوں کو دیکھو نہ بوتے ہیں، نہ کاٹتے ہیں اور نہ جمع کرتے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے۔پہلے تم راست باز بنو سب نعمتیں مل جائیں گی۔'' ''ایک مرتبہ ایک شخص حضرت شبلیؒ کے پاس آیا اور کثرتِ اولاد (تنگ دستی) کی شکایت کی آپؒ نے فرمایا:۔ایک کام کرو۔اپنے گھر جا کر دیکھو کہ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو، اس کو گھر سے نکال دو۔''وہ آدمی حکمتِ کلام کو سمجھ کر خاموش ہو گیا اور پھر کبھی (تنگ دستی کی) شکایت نہ کی۔

''رزق صرف یہی نہیں کہ جیب میں مال ہو بلکہ آنکھوں کی بینائی بھی رزق ہے، دماغ بھی رزق ہے، دل کا احساس بھی رزق ہے، رگوں میں خون بھی رزق ہے، یہ زندگی بھی ایک رزق ہے اور سب سے بڑھ کر ایمان بھی رزق ہے۔''(واصف علی واصف)

اگر آپ مفلسی اور معاشی بدحالی کا شکار ہیں، بے روزگار ہیں اور کاروباری خسارے میں مبتلا ہیں تو مایوس اور بد دل نہ ہوں۔اپنے حالات علم و فن تجربہ کی بنیاد پر دوستوں اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرتے ہوئے تدبیر کریں۔نئی امنگ اور ولولے کے ساتھ تلاشِ روزی یا کسی نئے کاروبار کی ابتداء کریں۔یاد رکھیں! بابُ الرزق ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔میدانِ عمل میں قدم رکھتے ہی اسباب و ذرائع کے دروازے کھل جاتے ہیں۔خلوصِ دل، یقینِ محکم اور اعتماد کے ساتھ براہِ راست ربُّ العالمین اور حقیقی رزاق کے در پر دستک دیں وہ رزق کے ایسے ذرائع اور اسباب پیدا کر دیگا کہ آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے اور آپ کو اس طرح رزق و روزی ملے گی جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگی۔

ہم کیوں کُفر سے اسلام میں داخل ہوئیں

(محمد انور میمن)

آج انسانیت دین اسلام کی محتاج ہے (نو مسلم جرمن عورت کے تأثرات)

''ایرین ر۔مہاریف''جرمنی کی رہنے والی ہیں،ان کی پیدائش ۱۹۴۰ء میں ہوئی،ان کے والدین کا تعلق بھی جرمنی سے ہے،ان کے والدین اچھے فزیشن اور قلب کے امراض کے ممتاز معالج تھے،انہوں نے اپنی ساری کوششیں اپنی اکلوتی بیٹی کی تعلیم وتربیت پرصرف کردیں تاکہ وہ بھی ایک اچھی ماہرڈاکٹربنے اورکامیاب زندگی گزارسکے،بیٹی نے والدین کےارمانوں کو پورا کیا،اوراس کی یہ آرزوتھی کہ وہ بھی اپنے والدین کی طرح ماہرڈاکٹربنے،اس کااندازہ اس کے اس قول سے ہوتا ہے کہ یہ ایساانسانی پیشہ ہے جس کے ذریعے انسان دوسروں کی تکلیفوں کومحسوس کرتا ہے۔

اوروہ کہتی ہے کہ میں نے اپنے ایک ساتھی سے شادی کرلی،طالب علمی کے زمانے میں میرااس کا بہت ساتھ رہا تھا،درجہ میں سب سے فائق ہونے کی وجہ سے میرے اساتذہ مستقبل میں بہترین توقعات وابستہ کئے ہوئے تھے کہ میں کوئی غیرمعمولی کارنامہ سرانجام دوں گی اورکچھ ایسی ہی توقعات میرے ساتھی نے بھی مجھ سے وابستہ کی تھیں۔میرے فارغ ہونے کے دو سال بعدمیراشوہربن گیا،اورہم اس پرمتفق ہوگئے تھے کہ کچھ عرصہ اولاد سے بچیں گے۔

ایک بڑے ہسپتال میں جس میں ہم دونوں ساتھ ساتھ کام کرتے تھے مجھ کوکافی ترقی ہوئی،اورمیری شہرت میں اضافہ ہوا،جس نے میری پرسکون زندگی کوجہنمی زندگی بنادیا کیونکہ میری شہرت سےاس کےاندرحسد کامادہ پنپناشروع ہوگیا،میں نے اس کےاحساسات کوہلکاکرنے کی بڑی کوشش کی،اس کا احساس بڑھتا رہا اور اس نے اپنی ذمہ داریوں میں لاپرواہی برتنا

شروع کردی اور نشہ آور چیزوں کا استعمال بڑھا دیا۔ گھر میں مجھ سے سختی کے ساتھ پیش آتا، اور اس کی سختی اس حد تک بڑھی کہ ہسپتال میں میری بے عزتی ہوئی، اس کے باوجود میں نے برداشت سے کام لیا (صبر وضبط کے پیانے کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا) آخر کار میں نے علیحدگی کا مطالبہ کر ڈالا، اور یہ مطالبہ اس کے نشہ میں دھت رہنے کی وجہ سے یا میری اعانت کرنے کی وجہ سے نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ یہ معاملات وقتی ہیں، بعد میں رفع ہو جائیں گے، بلکہ یہ مطالبہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی سختی برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے تھا۔ جس کی وجہ سے میں اپنے کاموں کی طرف پوری توجہ نہ کرسکتی تھی، جس کے سبب مجھ کو اپنے والدین کی ناراضگی مول لینی پڑتی تھی، میں نے گھر چھوڑ دیا اور میں نے ان غموں سے جو مجھ کو شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کی صورت میں جھیلنے پڑے تھے حتیٰ کہ مجھ کو انہی کہ وجہ سے ہسپتال میں ذلت اٹھانی پڑی تھی دور رہ کر اپنی زندگی ہسپتال میں گزارنے لگی۔

جرمن خاتون ر۔مہاریف کہتی ہیں کہ میں نے فرانس کے سفر کے دوران اپنی ان تمام ذلتوں کو بھلا دیا جو مجھ کو میرے شوہر کی جانب سے پہنچی تھیں جس کو میں ناپسند کرتی تھی اور وہ مجھ کو ناپسند کرتا تھا۔ اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کا جائزہ لیا اور اپنی اس سہیلی سے گفتگو کی جو کئی سال پہلے فرانس میں اپنے شوہر کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزارنے کیلئے چلی گئی تھی۔ میں نے اسے مسلمان شوہر کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارتے ہوئے پایا وہ اس کے ساتھ انسانیت بھر اسلوک کرتا تھا، اس کے سلوک کی وجہ سے میری سہیلی نے اسلام قبول کرلیا اور جب ان کو میری ان مشکلات کا علم ہوا جو مجھ کو میرے شوہر کی وجہ سے لاحق تھیں، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر اسلام قبول کرلو تو اس سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہو، کیونکہ کوئی بھی مسلمان عورت غیر مسلم شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میں نے اپنی سہیلی سے اسلام قبول کرنے کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ پہلے اسلام سے واقفیت حاصل کرو، اپنے حقوق وواجبات کو پہچانو اور "اَشْهَدُ اَنْ لا اله الا اللّٰه و

اشھدان محمداُعبدہ ورسولہ ''کوزبان سے ادا کرو مسلمان ہونے کے سبب طلاق کا مطالبہ کرو، عدالت فوراً تمہارے حق میں فیصلہ دیدے گی۔

پیرس میں تین دن قیام کے بعد میں برلین واپس ہوگئی، برلین واپسی کے بعد میں اسلامی مرکز گئی، اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا، اس طرح شرابی و حاسد شوہر سے میری طلاق ہوگئی تھی لیکن پھر بھی میں نے سکون محسوس کیا، اسلام کے بارے میں مجھ کو اتنی واقفیت تھی کہ اس نے مجھ کو مصیبت سے نکالا ہے، اور مستقبل میں پیش آمدہ حالات گزشتہ معاملات کے مقابلہ میں سہل ہوں گے۔

اس کے بعد میرا جرمنی میں رہنا مناسب نہیں تھا۔ میں نے ایک بار پھر پیرس کی طرف کوچ کیا، اور وہاں میں چھ سال تک مقیم رہی ان چھ سالوں میں اسلام سے واقف ہوئی کیونکہ اسلام ہی نے میری پراگندہ حال زندگی کو اچھی زندگی سے بدلا اور ان تمام غموں سے مجھ کو چھٹکارا دلایا جو مجھ کو لاحق تھے، کیونکہ اس سے پہلے میری حیثیت ایک ذلیل بیوی کی سی تھی کہ کیونکہ بار بار میری اہانت کرنا ہی میرے شوہر کا مقصد تھا، اس کے اندر میری کامیابیوں اور اس کی ناکامیوں کے سبب حسد کا مادہ پیدا ہوگیا تھا جس نے ہماری ازدواجی زندگی کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اور ان چھ سالوں میں اسلام سے واقفیت کے سلسلہ میں میری سہیلی اور اس کے شوہر نے میری بڑی مدد کی۔ میں غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچی کہ حقیقتاً اسلام ہی انسانیت کو کینہ اور بغض سے نجات دلانے والا ہے، (اور انسان کو بے چینی سے نکال کر اطمینان و سکون کی زندگی عطا کرتا ہے)۔

جرمن خاتون کہتی ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے انسان کو انسانیت کی قیمت عطا کی ہے (جو انسان کو انسانیت کی قدر و منزلت سکھاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اسکا جوڑ پیدا کیا، اور تمام مخلوقات پر انسان کو فضیلت عطا کی، اور انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا تاکہ اس سے مردوں اور عورتوں کی کثرت ہو، اور مرد و عورت سے

سکون حاصل کرے، اس لئے کہ یہ دونوں ایک ہی جان سے ہیں، جب سکون ناپید ہوجائے تو اچھے طریقے سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔ شادی کی سب سے مہذب ترین شکل اسلام میں ہے، اور دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام ہی سب سے زیادہ مہذب مذہب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ محبت کا، نرمی کا اور شفقت کا معاملہ کیا، جس کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی بیویوں کی نگاہ میں بڑے محبوب تھے۔ یہی وہ حقیقی رحمت تھی جس کو انسانوں کے درمیان خاص طور پر زوجین کے درمیان آپ ﷺ نے پھیلایا۔ جرمن ڈاکٹر (رینہارریف) کہتی ہے کہ دنیا کو اس وقت اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے، صرف اسلام ہی موجودہ دور کے مسائل کو حل کرسکتا ہے، انسان کیلئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ ایسے مقام پر ہو جس سے وہ اسلامی حقیقت کو سمجھنے کا اہل ہوسکے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دینے کا ارادہ فرمایا ہو، تاکہ اس کو اپنے منتخب لوگوں میں شامل فرمالے، اس کو دین اسلام کی دولت سے نوازے اور پھر وہ اس پر عمل پیرا ہو اور میں ان لمحات کا جو میں نے امراض قلب کے علاج کے دوران گزارے اور جسم انسانی کے نظام کا مطالعہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ ہی مطلق قوت وقدرت والا ہے، اسی نے اس جسم کو پیدا کیا، اسی نے اس کو زندہ رکھا اور وہی اس کو موت دے گا اور انسان کا کام علم کے فلک میں چکر کاٹنا ہے۔

ہم ہرگز انسان کی پیدائش کے راز تک نہیں پہنچ سکتے، یہ راز صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ جو انسان چاہتا ہے کہ وہ مسلمان ہو اور اس کا دین برحق ہو اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے لئے اور تمام مخلوقات کیلئے جو زمین وسمندر و فضا میں بستی ہیں یہ بات یقینی بنالے کہ اللہ تعالیٰ تنہا حاکم ہے، تنہا خالق ہے اور وہ قادرِ مطلق ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور اس خالق کی الوہیت کا وہ اعتراف کرے (جو ہر چیز سے بلند و بالا ہے، اور اسی نے کائنات کو پیدا کیا ہے، اور اس کائنات

کے بھرنے کیلئے انسان کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں خلیفہ بنایا اور فرشتوں کو اس کو تسلیم کرنے اور اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا، اس انسان کو زندگی کا سامنا کرنے کیلئے چھوڑ دیا تا کہ ان کی کثرت ہو اور نسل کی افزائش ہو اور جوڑا بنانے کے بعد چھوڑا ہے) پھر ان رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا تا کہ ہر نبی اپنی قوم کو خیر اور توحید کے راستہ کی طرف لے جائے لیکن اللہ تعالیٰ جو کہ تنہا ہے جس کا کوئی ساتھی یا شریک نہیں محمد ﷺ کو آخری رسول و نبی کیلئے منتخب کیا، (آپ ﷺ کو آخری نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا) چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ کا دین لوگوں تک مکمل طور پر پہنچا دیا، اسی وجہ سے آپ ﷺ خاتم الانبیاء اور خاتم الادیان ہیں، اسلام ہی اس زمانے میں حقیقی ضرورت ہے اور جس انسان کی روح میں بگاڑ آچکا ہے، جس کی عقل خراب ہو چکی ہے، جس کی فکر ان خالص مادیات کی وجہ سے منتشر ہو چکی ہے، جو معبود ہو گئی جس کو لوگ سجدہ کرتے ہیں اور جس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اس انسان کی اصلاح کی ضرورت ہے، آج دنیا دعوت اسلامی کی محتاج ہے کہ وہ انسان کو بربادی کے راستہ سے نجات دلائے۔

بے شک اسلام ہی صرف ایسا مذہب ہے جو دنیا کو اور لوگوں کو اس خرابی سے نجات دلانے والا ہے، جو انسان کے اندر سرائیت کر چکی ہے، اس لئے کہ اسلام کی ایک ایسی روحانی طاقت ہے جو ختم نہیں ہوتی ہے اور یہ طاقت قرآن کریم میں ہے جو سارے جہاں کیلئے دستور زندگی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام امراض کیلئے جو قیامت تک انسان کو لاحق ہونے والے ہیں علاج بیان فرمائے ہیں۔

جرمن نومسلمہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کا کوئی گوشہ بھی قرآن مجید میں نہیں چھوڑا بلکہ زندگی کے بہتر سے بہتر طریقوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، جس میں شبہات تحریفات کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتے ہیں، لیکن انسان اپنے نفس کے شیطان کی اتباع کرتا ہے اور جو شخص اپنے نفس کے شیطان کی اتباع کرے گا

تو اس کو شیطان کی گندگیاں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے کعبہ مشرفہ کو مکہ مکرمہ کیلئے منتخب فرمایا اور کعبہ وہ گھر ہے جس کا ساری دنیا کے مسلمان حج کرتے ہیں اور محمد ﷺ کو اسی پاک زمین میں پیدا فرمایا نہ کہ اس گھر میں مکہ میں آپ ﷺ کی پیدائش لوگوں کیلئے عبرت وموعظت ہے، اس سے یہ واضح ہوگیا کہ بیت الحرام وہی مرکز العالم ہے جس کے اردگرد ساری دنیا طواف کرتی ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ کا تعلق بھی اسی مرکز سے تھا (کیونکہ آپ ﷺ بھی سارے جہاں کیلئے مبعوث فرمائے گئے تھے) تا کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو رسالت کے نور سے منور کردے۔ اور آپ ﷺ کی بے مثال عقل کے ذریعہ آپ ﷺ ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق خطاب کیا، آپ ﷺ نے بتوں کا خاتمہ کیا، اور اسلام پورے کرۂ ارض پر پھیل گیا اور قیامت تک پھیلتا رہے گا اور بیت الحرام طواف کرنے والوں کی جگہ ہوجائے گی اور عنقریب سیرتِ رسول ﷺ ساری دنیا کو اپنے سائے تلے لے لے گی اور اس کی جدوجہد، اس کی جنگ، اس کا جہاد، اس دعوت کی جانب سے ہوگا جو دعوت اللہ کے دین کے قواعد کی مضبوطی کیلئے ہوگی وہ سیرت جو لوگوں میں جذب کی کیفیت طاری کرتی ہے اور جو لوگوں کو اسلام سے واقف کراتی ہے قرآن کریم وہ کتاب ہے جو حق سے نازل ہوئی تا کہ دن ورات دین بن جائیں اور قرآن دنیا کا رہبر اور ستون بن جائے۔

آپ جانتے ہیں کے میں نے ایک عربی مسلمان سے شادی کرلی اور میں حج کے فریضہ سے بھی فارغ ہوگئی ہوں اور میں تمنا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد سے نوازے جن کی میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کروں اور وہ اسلام کی خدمت کریں۔

غریب عوام، مہنگا علاج

(پیر خان توحیدی۔راولپنڈی)

غربت انسان کو کیا کیا دن دکھاتی ہے۔روکھی سوکھی کھا کر یوں تو غریب بھی گزارہ کر لیتے ہیں اچھے کھانوں کی شکل شاید ہی انہیں نصیب ہوتی ہو۔موسم سرما ہو یا گرما ان کے لیے ایک ہی جیسا ہوتا ہے ان کے تن بدن پر وہی کپڑے گرمیوں میں ہوتے ہیں اور وہی سردیوں میں البتہ سردیوں میں لنڈے سے سستے داموں مل جانے والے کوٹ یا سویٹر ان ہی کپڑوں کے اوپر پہن کر گزارہ کر لیتے ہیں۔غربت کیوجہ سے نہ تو کسی خوشی کی تقریب میں شامل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی خوشی کا کوئی تہوار اچھی طرح منا سکتے ہیں۔پاکستان تقریباً بیس کروڑ انسانوں کی آبادی کا ملک ہے جس میں 25 % آبادی غربت کی نچلی سطح پر زندگی گزار رہی ہے۔ اپنے خون پسینے کی کمائی سے یہ لوگ کسی نہ کسی طرح دو وقت کی روٹی کا بندوبست تو کر ہی لیتے ہیں لیکن ناقص خوراک اور آلودہ ماحول کیوجہ سے جب بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں تو اسوقت ان کی حالت قابل دید ہوتی ہے ایک فرد کی بیماری پورے خاندان کی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔گلزار نامی ایک شریف انسان میرے محلے میں کرائے کے مکان میں رہائش پذیر تھا۔محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے خاندان کا پیٹ پالتا تھا محلے کے لوگ بھی اس کی امداد کرتے رہتے تھے لیکن بیٹے کی بیماری کی وجہ سے گلزار اکثر پریشان اور افسردہ دکھائی دیتا تھا۔محلّہ ہی کے ایک ڈاکٹر سے سستی دوائیں حاصل کر کے اس کا علاج بھی کراتا تھا۔ایک دن جب اس کے بیٹے کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو گلزار نے کچھ ادھار رقم کا بندوبست کیا اور بیٹے کو ایک بڑے ہسپتال میں سرکاری ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ڈاکٹر نے معائنہ کر کے بتایا کہ یہ لڑکا دل کا مریض ہے۔اس کا آپریشن ضروری ہے جس پر کم وبیش دو لاکھ روپے اخراجات ہونگے۔ڈاکٹر نے ساتھ ہی کچھ ادویات بھی تجویز کر دیں اور کہا جب تک آپریشن نہیں ہوتا یہ ادویات استعمال کروائیں۔لیکن دوائیاں اتنی مہنگی تھیں کہ گلزار

ایک دن کی دوائی بھی نہ خرید سکا گھر واپس آ کر اس نے کچھ رقم ادھار لی اور ایک ہفتہ کی دوائی کا بندوبست کرلیا۔اس کے بعد پھر وہی بے بسی کرائے کے مکان میں ساری عمر گزارنے والے گلزار کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ تھی جسے وہ فروخت کر کے بیٹے کا علاج کر سکتا۔بالاخر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنا گردہ بیچ کر بیٹے کا علاج کرائے گا کسی کی وساطت سے ڈاکٹر سے رابطہ کیا لیکن بدقسمتی سے آپریشن کامیاب نہ ہو سکا اور یوں دو لاکھ روپے حاصل کرنے کی بجائے موت کی وادی میں پہنچ گیا۔یوں ایک غریب خاندان کا کمانے والا، اپنی بیوی بچوں کو زمانے کے دکھ سہنے کے لیے تنہا چھوڑ گیا۔چند ہی دنوں کے بعد علاج نہ ہونے کی وجہ سے بیٹا بھی جان کی بازی ہار گیا۔گلزار کے خاندان کی طرح نہ جانے کتنے ہی خاندان اس پاکستان میں ان مسائل کا شکار ہو نگے۔کاش حکومت اس کے لیے بھی کوئی سروے کرائے اور ایسے لوگوں کے علاج معالجہ کا بندوبست کرے ورنہ یوں ہی خاندان کے خاندان تباہ و برباد ہوتے رہیں گے۔

وطن عزیز میں غربت کی شرح میں گزشتہ ساٹھ سالوں میں ہونے والے مسلسل اضافے کی وجہ سے 75 فیصد آبادی مہنگے علاج کے ہاتھوں بہت تنگ ہے۔سرکاری ہسپتال جو غریب عوام کے مفت علاج معالجے کے لیے بنائے گئے ہیں وہاں رش کا یہ عالم ہوتا ہے کہ گھنٹوں باری نہیں آتی چیک اپ کے لیے صبح کا گیا ہوا مریض شام ہی کو گھر لوٹتا ہے کسی مریض کو اگر ڈاکٹر ہسپتال سے دوائی دے دے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے ورنہ مریضوں کو ادویات میڈیکل سٹوروں سے بھاری قیمت پر خریدنا پڑتی ہیں مہنگے علاج اور ڈاکٹروں کی کمر توڑ فیس کے بارے میں تجزیہ نگاروں اور کالم نویسوں کے کئی کالم بھی اخباروں کی زینت بنتے ہیں لیکن یہ سب کچھ اخباروں تک ہی ہوتا ہے اس کے اوپر کوئی عمل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔غریب آدمی کا ویسے بھی اپنی روزمرہ کی آمدنی سے گزارہ مشکل سے ہوتا ہے۔اگر اس کے اوپر یا خاندان کے کسی فرد پر بیماری بھی آ جائے تو یہ شخص ذہنی ٹینشن کا شکار ہو کر کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جن میں شوگر بلڈ پریشر معدے کے امراض جلد کے امراض شامل ہیں ایسے شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی قریبی میڈیکل سٹور یا

فری ڈسپنسری سے سستی سے سستی دوائی حاصل کرے لیکن میڈیکل سٹور والے اسے جعلی یا دو نمبر والی ادویات دیتے ہیں جبکہ فری ڈسپنسری والے ایسی گولیاں دیتے ہیں جن کا مرض میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح کسی بھی بیماری میں کسی سپیشلسٹ سے مشورہ لینا مریض کے لیے مشکل ترین مرحلہ بن جاتا ہے یوں اس کا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کی بات کریں تو وہاں پر زیادہ اخراجات آتے ہیں ۔عام آدمی وہاں علاج کروانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔افسوس ناک بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی فیس کے بارے بھی کسی قسم کا قانون موجود نہیں ہے کسی کی فیس دو سو روپے ہے تو کسی کی آٹھ سو اور کوئی ہزار دو ہزار بھی لے لیتا ہے ایسا لگتا ہے کہ دولت کی ہوس انسانیت پر غالب آ گئی ہے حالانکہ اس شعبے میں انسانیت کا مقدم ہونا بہت ضروری ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ چھوٹے سے لیکر بڑے معالج تک سب دولت کی ہوس میں مبتلا ہیں جس سے علاج بہت مہنگا ہو گیا ہے۔سرکاری ہسپتالوں میں عام آدمی کو پرچی سے لیکر ڈاکٹر تک بہت کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے کیونکہ وہاں رش کے باعث باری کے لیے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انہیں 50 سے 100 مریضوں کا علاج کرنا پڑتا ہے۔جس کی وجہ سے ان کا مکمل چیک اپ نہیں ہو پاتا۔

علاج معالجے میں مہنگائی کا ایک بہت بڑا سبب لیبارٹری مافیا بھی ہے۔اگر ایک لیبارٹری میں ایک ٹیسٹ کی فیس سو روپے ہے تو دوسری لیبارٹری میں اسی ٹیسٹ کی فیس 500 روپے بھی ہے یہ اس لیے کہ لیبارٹری مافیا ڈاکٹروں سے ملا ہوا ہوتا ہے۔مریض جب ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو ڈاکٹر اسے اسی لیبارٹری میں بھیج دیتا ہے جس سے اس کے معاملات پہلے سے طے ہوتے ہیں یہ سارے افراد اس گیم میں حصہ دار ہوتے ہیں ۔اسی طرح سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر مریض کو وہ دوا لکھ دیتے ہیں جو ہسپتال میں موجود نہیں ہوتی یوں مریض کو وہ تمام ادویات ڈاکٹر کے بتائے ہوئے میڈیکل سٹور سے ہی خریدنی پڑتی ہیں۔اس سارے مرحلے میں بھی میڈیکل سٹور والا دوائی لکھنے والا اور دوائی فراہم کرنے والا حصہ دار ہوتے ہیں۔

اگر چہ اس وقت ایلو پیتھک ہومیو پیتھک اور حکمت تمام طریقوں سے علاج ہو رہا ہے مگر اس کے باوجود علاج مہنگا ہوتا جا رہا ہے چونکہ علاج کی فراوانی کی وجہ سے علاج سستا ہونا چاہیے مگر ایسا نہیں ہوتا ہمارے معاشرے میں غریب تو کجا متوسط طبقہ بھی مہنگے علاج کا متحمل نہیں ہوسکتا اور بیماری کی صورت میں بسا اوقات اسے اپنی جمع پونجی تک داؤ پر لگانی پڑتی ہے بنک دولت مندوں پر قرضے کی بارش کرتے ہیں وزیروں مشیروں کی معمولی بیماری پر لاکھوں کے فنڈ جاری کیے جاتے ہیں لیکن غریبوں کے لیے علاج معالجے تک رسائی مشکل بنا دی گئی ہے ۔ سرکاری ہسپتالوں کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ غریبوں کی جائے پناہ ہیں جہاں علاج کے ساتھ کھانا بھی مفت فراہم کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے مریضوں کے ہاتھوں دوائی اور انجکشن کی پرچیاں تھما کر کہا جاتا ہے کہ فلاں کیپسول یا فلاں انجکشن ختم ہو گئے ہیں آپ کو خرید کر لانا ہوں گے سرکاری ہسپتالوں کے باہر بڑی تعداد میں میڈیکل سٹوروں کی موجودگی اور لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان ہسپتالوں میں کس قدر مفت علاج ہو رہا ہے ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ سول ہسپتالوں میں نہ صرف غریب بلکہ انتہائی مفلس لوگ بھی علاج کی غرض سے آتے ہیں جنہیں مہنگی دوائیاں مفت فراہم کی جاتی ہیں اور مہنگے انجکشن بھی لگائے جاتے ہیں جس پر ایک بھاری رقم خرچ ہوتی ہے جبکہ مریضوں کو یہ شکوہ ہے کہ انہیں علاج معالجہ میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی بار سوچنا پڑتا ہے کہ ہسپتال کے اخراجات پورے کرنے کے لیے کہاں سے ادھار کی رقم لینی پڑے گی ۔ بعض اوقات اسی سوچ میں مریض جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے او رہمیشہ ہمیشہ کے لیے علاج معالجے سے نجات حاصل کر لیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے رہنماؤں اور پالیسی سازوں کو ان غریب اور نادار مریضوں کی طرف دھیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علاج معالجے کو سستا اور آسان بنانے کی ہمت بخشے ۔ آمین ۔

مرکز سے ہدایات

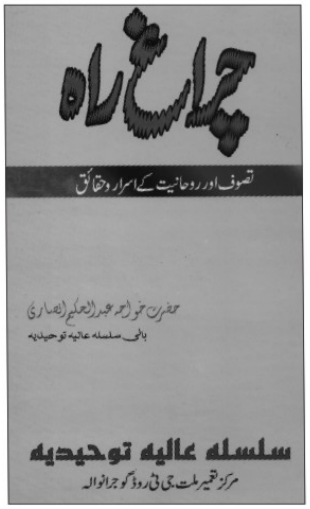
حقیقی مؤمن کا ہر کام عبادت، ہر فکر مراقبہ، ہر کلام مناجات اور معرفت کی رزمگاہ، کائنات کا ہر مشاہدہ، چھان پھٹک اور نگاہِ شوق اور دوسرے مومن کے ساتھ رحمت وشفقت پر مبنی تعلق ہوتا ہے۔ان اعلیٰ اوصاف کی آبیاری کیلئے بلکہ تصوف وسلوک کی تعلیم کا نچوڑ، دنیا کے رموز اور زندگی کے آداب خواجہ عبدالحکیم انصاری بانی سلسلہؒ نے اپنی کتب میں مدوّن فرما دیے ہیں۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی آفاقی و عالمگیر اور حیات بخش تعلیمات اس گئےگزرے دور میں زنگ آلود قلوب واذھان میں یقیناً عمل کی تحریک پیدا کرتی ہیں۔لہٰذا ان کی دہرائی کیلئے شیخ سلسلہ بابا جان نے تمام پیر بھائیوں کو مطالعہ کتب کا حکم دیا ہے۔اس مطالعہ کے شیڈول کے مطابق عمل کریں۔

مہینہ	کُتب
دسمبر 2015ء	تعمیر ملت
جنوری 2016ء	**چراغ راہ**
فروری 2016ء	طریقت توحیدیہ اور حقیقت وحدت الوجود
مارچ 2016ء	**مقصود حیات**

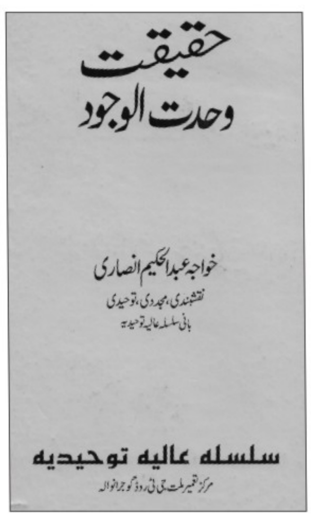
دعائے مغفرت

سرگودھا سے بھائی نواز صاحب کے چچازاد بھائی قاری ارشاد احمد بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ) تمام بھائی مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

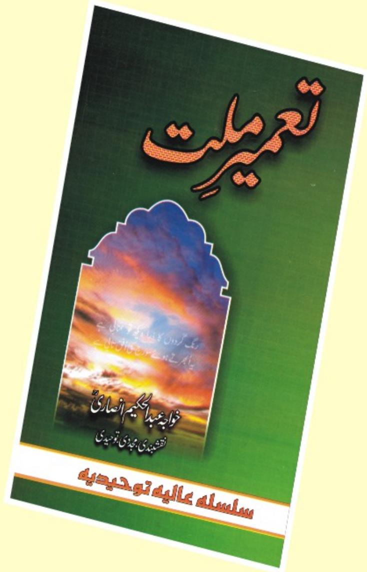


کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوال اُمت میں اُمراء، علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

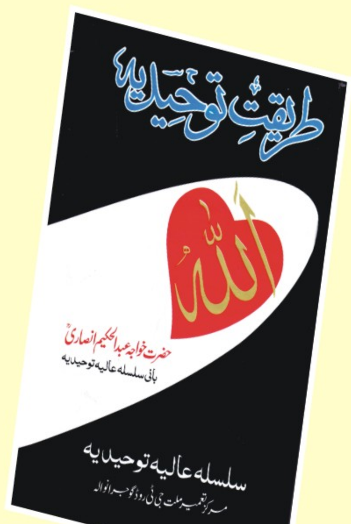


وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنّفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہو جانے والی غلط فہمیاں۔

مکتبہ توحیدیہ کی مطبوعات



قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوّف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق وآداب کے اسرار ورموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمّل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کردیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد، اذکار اور اعمال واشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کردیئے ہیں جس پر عمل کرکے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبّت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کرسکتا ہے۔

Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com